بجٹ تقریر 20-2019

جناب حماد اظہر

وزیر مملکت برائے مالیات

قومی اسمبلی 11 جون 2019ء

☆☆☆

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

☆☆☆☆

حصہ اول

جناب اسپیکر!

-1 میں جمہوری حکومت کا پہلا سالانہ بجٹ پیش کرتے ہوئے اللہ رحمان و رحیم کا شکر گزار ہوں۔ وزیراعظم عمران خان کی قیادت میں ایک نئے سفر کا آغاز ہوا ہے۔ تحریکِ انصاف نئی سوچ، نئی کمٹمنٹ اور ایک نیا پاکستان لائی ہے۔

-2 22 سال کی جدوجہد اور پاکستان کے لوگوں کی مرضی آج ہمیں یہاں لائی ہے۔ اب وقت

ہے لوگوں کی زندگی بدلنے کا، عوامی عہدوں سے کرپشن ختم کرنے کا، اداروں میں میرٹ لانے کا، معیشت کو مضبوط کرنے کا۔ اور جو لوگ بھلا دیئے گئے، اُن پیچھے رہ جانے والوں کو آگے لانے کا وقت ہے۔

3- 1947 میں ہمارے بڑوں نے اقبال کے خواب کو حقیقت دی اور پاکستان بنایا۔ 1973 میں ہم پھر ایک ساتھ مل گئے اور اس ملک کا آئین بنا۔ اب ہم سب اس ملک اور اس کے آئین کے محافظ ہیں۔

ہماری معاشی وراثت

جناب سپیکر!

4- آیئے اس حکومت کے منتخب ہونے کے وقت پائی جانے والی معاشی صورتحال کو یاد کریں تاکہ پتہ چلے کہ اگر ہم ایک مشکل وقت میں کھڑے ہیں تو آخر یہ کیوں ہوا؟ یہ ایک مالی بحران کے دہانے پر کھڑی ہوئی معیشت تھی۔ مجھے کچھ حقائق بتانے کی اجازت دیجئے:

(1) پاکستان کا مجموعی قرضہ اور ادائیگیاں تقریباً 31,000 ارب روپے تھیں ۔

(2) ان میں سے قریباً 97 ارب ڈالر بیرونی قرضہ جات اور ادائیگیاں تھیں۔بہت سے کمرشل قرضے زیادہ سود پر لئے گئے تھے۔

(3) گذشتہ دو سال کے دوران اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے Reserves 18 ارب ڈالر سے گرتے گرتے 10 ارب ڈالر سے بھی کم رہ گئے تھے۔

(4) عالمی سطح پر پاکستان کے جاری کھاتوں کا خسارہ (Current Account Deficit) تاریخ کی بلند ترین سطح پر 20 ارب ڈالر جبکہ تجارتی خسارہ 32 ارب ڈالر تک پہنچ گیا تھا۔

(5) پانچ سال میں Exports میں کوئی اضافہ نہیں ہوا یعنی اضافے کی شرح صفر تھی۔

(6) حکومت کے محصولات اور اخراجات کا فرق یعنی مالیاتی خسارہ 2,260 ارب روپے کی خطرناک حد تک پہنچ گیا تھا۔ اتنا بڑا خسارہ الیکشن کے سال میں مالیاتی بدنظمی کی وجہ سے ہوا۔

(7) بجلی کے نظام کا گردشی قرضہ 1200 ارب روپے تک پہنچ گیا تھا اور 38 ارب روپے ماہانہ کی شرح سے بڑھ رہا تھا۔

(8) سرکاری اداروں کی کارکردگی 1300 ارب روپے کے مجموعی خسارے سے ظاہر تھی۔

(9) پاکستانی روپے کی قدر بلند رکھنے کیلئے اربوں ڈالر جھونک دیئے گئے۔ اس مہنگی حکمتِ عملی سے exports کو نقصان پہنچا، imports کو سبسڈی ملی اور معیشت کا نقصان ہوا۔ ایسے زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا تھا اور یوں دسمبر 2017ء میں روپیہ گرنے لگا۔

(10) ترقی کا زور ٹوٹ رہا تھا۔

(11) چیزوں کی قیمتوں پر دباؤ بڑھ رہا تھا اور افراطِ زر یعنی Inflation 6 فیصد کو چھو رہی تھی۔

ہماری حکومت کی حکمتِ عملی

جنابِ سپیکر!

5- حکومتِ وقت کی ذمہ داری تھی کہ وہ مناسب اقدامات سے صورتحال کو قابو میں لاتی۔ ہم نے فوری خطرات سے نمٹنے اور معاشی استحکام کے لئے اقدامات کئے جن میں سے چند یہاں پیش ہیں:

(1) Import ڈیوٹی میں اضافے سے جولائی۔اپریل کے دوران Imports 49 ارب ڈالر سے کم ہو کر 45 ارب ہوگئیں اور تجارتی خسارہ 4 ارب ڈالر کم ہوا۔

(2) وزیر اعظم کے سمندر پار پاکستانیوں کو اعتماد دلانے سے Remittances میں 2 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا۔

(3) 38ارب روپے ماہانہ کے حساب سے بڑھنے والے بجلی کے گردشی قرضے میں 12 ارب روپے ماہانہ کی کمی کر کے اسے 26ارب روپے ماہانہ پر لایا گیا۔

(4) چین، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات سے 9.2 ارب ڈالر کی امداد ملی۔ میں اس امداد پر دوست ممالک کا شکر گزار ہوں۔

(5) Exports میں اضافہ لانے کیلئے حکومت نے یہ اقدامات کئے:

☆ صنعتی اور برآمدی شعبے کو رعایتی نرخوں پر بجلی اور گیس کی فراہمی۔

☆ کم سود پر قرضوں کی فراہمی۔

☆ خام مال پر عائد Import Duty میں کمی کے ذریعے مجموعی طور پر 10 ارب ڈالر کی رعایت۔

☆ Export Sector کے لئے وزیر اعظم کے پروگرام میں تین سال تک توسیع۔

☆ چین سے 313 اشیا کی ڈیوٹی فری Export کا معاہدہ۔

ان اقدامات کی بدولت موجودہ سال میں برآمدات کے حجم میں اضافہ ہوا ہے۔ نِٹ وئر کی برآمد کے حجم میں 16فیصد، بیڈ وئر میں 10 فیصد، ریڈی میڈ گارمنٹس میں 29 فیصد، پھلوں اور سبزیوں میں بالترتیب 11 فیصداور 18 فیصد جبکہ باسمتی چاول کی مقدار میں 22 فیصد اضافہ ہوا۔

(6) IMF سے 6 ارب ڈالر کے پروگرام کا معاہدہ ہو گیا ہے۔ IMF کے بورڈ کی

منظوری کے بعد اس معاہدے پرعملدرآمد شروع ہو جائے گا جس کے یہ فوائد ہوں گے۔

☆ اس پروگرام میں ہونے کی وجہ سے ہمیں انتہائی کم سود پر 2سے 3ارب ڈالر کی اضافی عالمی امداد بھی میسر آئے گی۔

☆ مالیاتی نظم و ضبط اور بنیادی اصلاحات کیلئے حکومت کی سنجیدگی نظر آئے گی جس سے عالمی سرمائے کا اعتماد حاصل ہو گا۔

☆ معیشت کو استحکام حاصل ہو گا اور پائیدار ترقی کی راہ ہموار ہو گی۔

(7 سعودی عرب سے فوری ادائیگی کے بغیر 3.2 ارب ڈالر سالانہ کا تیل Import کرنے کی سہولت حاصل کی گئی تا کہ عالمی کرنسی کے ذخائر پر دباؤ کم ہو۔اس کے علاوہ حکومت نے اسلامی ترقیاتی بنک سے 1.1ارب ڈالر کی فوری ادائیگی کے بغیر تیل Import کرنے کی سہولت چالو کر دی ہے۔

6۔ ان اقدامات کی بدولت اس سال کرنٹ اکاؤنٹ خسارے میں 7 ارب ڈالر کی کمی آئے گی جبکہ آئندہ سال مزید 6.5 ارب ڈالر کی کمی آئے گی۔

7۔ بیرونی استحکام کے علاوہ حکومت نے بعض دیگر اقدامات بھی کیے ۔ میں ان میں سے چند اقدامات پر روشنی ڈالوں گا۔

(1 Asset Declaration Scheme پر عمل جاری ہے جس سے ٹیکس کا دائرہ وسیع ہو گا اور بے نامی اور غیر رجسٹر شدہ اثاثے معیشت میں شامل ہوں گے۔

(2 95 ترقیاتی منصوبے مکمل کرنے کیلئے فنڈز جاری کیے گئے۔

(3 احتساب کے نظام، اداروں کے استحکام اور طرزِ حکمرانی بہتر بنانے کیلئے خصوصی

اقدامات کئے گئے جن کا ذکر کرنا چاہوں گا:

☆ اسٹیٹ بنک آف پاکستان کو مزید خود مختاری دی گئی ہے ۔ افراط زر کو مانیٹری پالیسی کے ذریعے کنٹرول کیا جا رہا ہے۔

☆ ٹیکس پالیسی کو ٹیکس انتظامیہ سے الگ کیا گیا ہے تا کہ دونوں کام بہتر طور پر ہوسکیں۔

☆ ایک Treasury Single Account بنایا گیا ہے اوراب حکومت کی رقم کمرشل بنک اکاؤنٹ میں رکھنا منع ہے۔

4) پاکستان بناؤ سرٹیفکیٹ کا اجراء کیا گیا تا کہ سمندر پار پاکستانی 6.75فیصد کے منافع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے وطن میں سرمایہ کاری کرسکیں۔

5) FBRنے سرمائے کی کمی دور کرنے کیلئے پچھلے سال کے 54 ارب روپے کے مقابلے میں 145 ارب روپے کے Refund جاری کئے۔

6) پیچھے رہ جانے والوں کو امداد اورسہولت دینے کیلئے اقدامات۔

7) Clean and Green Pakistan اور Billion Tree Tsunami

8) سابقہ فاٹا کو قومی دھارے میں لانے کیلئے خیبر پختونخوا کا حصہ بنانے پر خصوصی توجہ

بجٹ 2019-20

جناب سپیکر!

-8 اب میں سال 2019-20ء کے بجٹ کا تذکرہ کروں گا۔یقیناً بجٹ بناتے وقت حکومت کا بنیادی مقصد عوام کی فلاح اور خوشحالی ہے۔ اس بجٹ کی تیاری کے دوران ہم نے جن رہنما اصولوں کو مدنظر رکھا ہے وہ یہ ہیں:

1- بیرونی خسارے میں کمی:

Imports میں کمی جاری رکھتے ہوئے اور Exports میں اضافے کے ذریعے بیرونی خسارے کو کم کیا جائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ کرنٹ اکاؤنٹ کا خسارہ رواں مالی سال کے 13 ارب ڈالر سے کم کر کے سال 2019-20ء میں 6.5 ارب ڈالر تک محدود کیا جائے۔ Exports میں اضافے کیلئے حکومت:

☆ خام مال اور intermediate goods کے ڈیوٹی structure کے حوالے سے سپورٹ کرے گی۔

☆ ٹیکس Refund کا نظام بہتر بنائے گی۔

☆ مقابلے کی سستی بجلی اور گیس فراہم کرے گی۔

☆ Free Trade Agreements کو دوبارہ دیکھا جائے گا اور پاکستان کو بین الاقوامی value chain کا حصہ بنایا جائے گا۔

2- مالیاتی خسارے میں کمی:

FBR کے Revenue کیلئے 5,500 ارب روپے کا challenging ہدف رکھا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اخراجات میں کمی پر خصوصی توجہ دی جائے گی تاکہ بنیادی خسارہ 0.6 فیصد تک رہ جائے۔ سول اور عسکری حکام نے اپنے اخراجات میں مثالی کمی کا اعلان کیا ہے۔

3۔ ٹیکس وصولیوں میں اضافہ

بجٹ 2019-20ء میں ہماری بنیادی اصلاح ٹیکس میں اضافہ ہوگا۔ پاکستان میں Tax to GDP کی شرح 11 فیصد سے بھی کم ہے جو علاقے میں سب سے کم ہے۔ صرف 20 لاکھ لوگ انکم ٹیکس ریٹرن فائل کرتے ہیں جن میں سے 6 لاکھ ملازمین ہیں۔ صرف 380 کمپنیاں کل ٹیکس کا 80 فیصد سے بھی زیادہ ادا کرتی ہیں۔ کل 3 لاکھ 39 ہزار بجلی اور گیس کے کنکشن ہیں جبکہ صرف چالیس ہزار سیلز

ٹیکس میں رجسٹر ہیں۔ اسی طرح کل 31 لاکھ کمرشل صارفین میں سے صرف 14 لاکھ ٹیکس دیتے ہیں۔ بینکوں کے مجموعی طور پر تقریباً 5 کروڑ Account ہیں جن میں سے صرف 10 فیصد ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ ایس ای سی پی (SECP) میں رجسٹر 1 لاکھ کمپنیوں میں سے صرف 50 فیصد ٹیکس دیتی ہیں۔ بہت سے پیسے والے لوگ ٹیکس میں حصہ نہیں ڈالتے۔ نئے پاکستان میں اس سوچ کو بدلنا ہوگا۔

جب تک ہم اپنا ٹیکس کا نظام بہتر نہیں کریں گے پاکستان ترقی نہیں کرسکتا۔تاریخی طور پر ہم نے صحت، تعلیم، پینے کے پانی، شہری سہولیات اور لوگوں سے متعلق کسی بھی چیز پر مطلوبہ اخراجات نہیں کیے۔ اب ہم اس مقام پر آ چکے ہیں جہاں ہمیں قرضوں اور تنخواہوں کی ادائیگی کیلئے بھی قرض لینا پڑتا ہے۔ اس صورتحال کو بدلنا ہو گا۔

4۔ کفایت شعاری:

سول اور عسکری بجٹ میں کفایت شعاری کے ذریعے بچت کی جائے گی۔ اس کے نتیجے میں سول حکومت کے اخراجات 460 ارب روپے سے کم کر کے 437 ارب روپے کیے جا رہے ہیں جو کہ 5 فیصد کی کمی ہے۔عسکری بجٹ موجودہ سال کی سطح یعنی 1150ارب روپے پر مستحکم رہے گا۔بچت کے ان مشکل فیصلوں کے لئے میں وزیراعظم عمران خان کے تدبر اور عسکری قیادت خصوصاً آرمی چیف کی سپورٹ کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں یہاں واضح کرنا چاہوں گا کہ پاکستان کا دفاع اور قومی خودمختاری ہر شے پر مقدّم ہے۔ ہم اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ اپنے وطن اور لوگوں کے دفاع کیلئے پاک فوج کی صلاحیت میں کمی نہ آئے۔

5۔ کمزوروں کا تحفظ:

اس حوالے سے میں چار پالیسی تجاویز کا ذکر کروں گا۔

(1) کم بجلی استعمال کرنے والے صارفین کے لیے سبسڈی:

بجلی کے صارفین میں تقریباً 75 فیصد ایسے ہیں جو ماہانہ 300 یونٹ سے کم بجلی استعمال کرتے ہیں۔حکومت ایسے صارفین کو لاگت سے بھی کم نرخوں پر بجلی فراہم کرے گی۔ اس کیلئے 200 ارب روپے مختص کیے جا رہے ہیں۔

(2) احساس:

حکومت نے غربت کے خاتمے کیلئے ایک نئی وزارت قائم کی ہے جو ملک میں سماجی تحفظ کے پروگرام بنائے گی اور اُن پر عملدرآمد کرے گی ۔احساس سے مدد حاصل کرنے والوں میں انتہائی غریب، یتیم، بیوائیں، بے گھر، معذور اور بے روزگار شامل ہیں۔

☆ دس لاکھ مستحق افراد کو صحت مند خوراک فراہم کرنے کیلئے ایک نئی راشن کارڈ سکیم شروع کی جا رہی ہے۔
☆ ماؤں اور نو زائیدہ بچوں کو خصوصی صحت مند خوراک مہیا کی جائے گی۔
☆ 80,000 مستحق لوگوں کو ہر مہینے بلا سود قرضے دیئے جائیں گے۔
☆ 60لاکھ خواتین کو اُن کے اپنے سیونگ اکاؤنٹ میں وظائف کی فراہمی اور موبائل فون تک رسائی۔
☆ 500 کفالت مراکز کے ذریعے خواتین اور بچوں کو فری آن لائن کورسز کی سہولت میسر کی جائے گی۔
☆ معذور افراد کو وہیل چیئر اور سننے کے آلات فراہم کیے جائیں گے۔
☆ تعلیم میں پیچھے رہ جانے والے اضلاع میں والدین کو بچے سکول بھیجنے کے لیے خصوصی ترغیبات دی جائیں گی۔
☆ عمر رسیدہ افراد کے لیے احساس گھر بنانے پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔
☆ احساس پروگرام کے تحت BISP کے ذریعے 57 لاکھ انتہائی غریب

گھرانوں کو 5 ہزار روپے فی سہ ماہی نقد امداد دی جاتی ہے جس کے لیے 110 ارب روپے کا بجٹ مقرر ہے۔ افراطِ زر کی صورتحال کو دیکھتے ہوئے حکومت نے سہ ماہی وظیفے کو 5,000 روپے سے بڑھا کر 5,500 روپے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔غریبوں کی نشاندہی کرنے کے لیے سماجی اور معاشی data کو update کیا جا رہا ہے۔یہ کام مئی 2020 تک مکمل کر لیا جائے گا اور اس دوران 3 کروڑ 20 لاکھ گھرانوں اور 20 کروڑ آبادی کا سروے کیا جائے گا۔ 50 اضلاع میں BISP سے مدد حاصل کرنے والے خاندانوں کے 32 لاکھ بچے 750 روپے فی سہ ماہی وظیفہ حاصل کرتے ہیں جس کا مقصد سکول چھوڑنے والے بچوں کی تعداد کم کرنا ہے۔اس پروگرام کو مزید 100 اضلاع تک توسیع دی جا رہی ہے اور بچیوں کے وظیفے کی رقم 750 روپے سے بڑھا کر 1000روپے کی جا رہی ہے۔

صحت سہولت:

اس پروگرام کے تحت غریبوں کو صحت کی انشورنس مہیا کی جاتی ہے۔مستحق افرادکوصحت کارڈ فراہم کئے جاتے ہیں جن سے وہ پورے پاکستان سے منتخب کردہ 270 ہسپتالوں میں سے کسی میں بھی 720,000 روپے سالانہ تک علاج کروا سکتے ہیں۔پہلے مرحلے میں پاکستان کے 42 اضلاع میں 32 لاکھ غریب خاندانوں کو یہ سہولیات مہیا کی جا رہی ہیں۔ اگلے مرحلے میں اس پروگرام کو ڈیڑھ کروڑ انتہائی غریب اور پسماندہ خاندانوں تک پھیلایا جائے گا۔ اس پروگرام کا اطلاق پاکستان کے تمام اضلاع بشمول ضلع تھرپارکر اور خیبر پختونخوا کے نئے اضلاع اور معذوروں اور ان کے خاندانوں پر ہوگا۔

انسانی ترقی:

آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں حکومت صحت، غذائیت، تعلیم، پینے کے صاف پانی کی فراہمی اور حفظانِ صحت وغیرہ کے لیے 93 ارب روپے مختص کرے گی۔

سستے گھر:

کم آمدن افراد کو سستے گھر بنا کر دینے کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ موسمی تبدیلی کی تلافی کرنے کے لیے billion tree Tsunami اور کلین اینڈ گرین پاکستان پروگرام شروع کیے گئے ہیں۔

6۔افراطِ زر میں کمی

ہم کوشش کریں گے کہ قیمتوں میں کم سے کم اضافہ ہو۔لیکن اگر عالمی منڈیوں میں قیمتیں اوپر جانے کی وجہ سے ہمیں قیمتوں میں اضافہ کرنا پڑے تو ہم اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ صارفین کو ہر ممکن تحفظ دیا جائے۔ اس وجہ سے ہم نے کمزور طبقات کو سماجی تحفظ کی فراہمی کے لیے بجٹ مقرر کیا ہے۔ قیمتوں میں استحکام ہمارے لئے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ ہم مالیاتی پالیسی اور مانیٹری پالیسی کے ذریعے اور صوبائی حکومتوں کے تعاون سے انتظامی اقدامات کی بدولت قیمتوں میں اضافے کا مقابلہ کریں گے۔ اس حوالے سے حکومت 2019-20ء میں مندرجہ ذیل اقدامات کرے گی:۔

- ☆ بجٹ خسارہ پورا کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک آف پاکستان سے قرض حاصل کرنے سے مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے۔حکومت اب یہ سہولت استعمال نہیں کرے گی۔
- ☆ افراطِ زر کے لیے ہمارا وسط مدتی ہدف 5 سے 7 فیصد ہے۔

اس کے علاوہ ہم اچھی حکمرانی پر توجہ دیں گے اور بدعنوانی کے مقابلے کیلئے پرعزم ہیں۔ ہم اپنے اداروں کو خود مختاری دیں گے، اُن کی صلاحیت میں اضافہ کریں گے اور اُن کی قیادت کا انتخاب قابلیت کی بنیاد پر کریں گے۔

2019-20ء معیشت کے استحکام کا سال ہوگا۔ تبدیلی کا یہ مشکل مرحلہ ہم کم سے کم وقت میں پورا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ عوام پر مشکل فیصلوں کے اثرات کم سے کم ہوں۔

ترقیاتی بجٹ

جناب سپیکر!

9- اب میں ترقیاتی بجٹ پیش کرتا ہوں جس کے ذریعے معاشی ترقی میں مدد دینے والے Infrastructure کے بڑے منصوبوں کی تعمیر، معاشی ترقی، علاقائی ربط اور ملازمتوں کے نئے مواقع پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس سال قومی ترقیاتی پروگرام کے لیے 1,863 ارب روپے رکھے گئے ہیں جن میں سے 951 ارب روپے وفاقی ترقیاتی پروگرام کیلئے رکھے گئے ہیں جبکہ موجودہ سال میں یہ بجٹ 500 ارب روپے تھا۔

10- ترقیاتی بجٹ کی ترجیحات میں پانی کا نظام، knowledge economy کا قیام، بجلی کی ترسیل و تقسیم بہتر بنانا، کم لاگت پن بجلی کی پیداوار، CPEC ، انسانی اور سماجی ترقی میں سرمایہ کاری اور متعلقہ شعبوں میں public private partnership شامل ہیں۔

11- ان میں درج ذیل اہم ہیں:۔

1- پانی

آبی وسائل کے بہتر استعمال کیلئے وفاقی ترقیاتی پروگرام کی بنیادی توجہ بڑے ڈیموں اور نکاسیٔ آب کے منصوبوں پر مرکوز ہے۔ اس غرض سے بجٹ میں 70 ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔ دیامر بھاشا ڈیم کے لیے زمین حاصل کرنے کے لیے 20 ارب روپے اور مہمند ڈیم ہائیڈل پاور کے لیے 15 ارب روپے تجویز کئے جا رہے ہیں۔

2- سڑک اور ریل

ان میں سے کچھ منصوبے چین پاکستان اقتصادی راہداری کا بھی حصہ ہے۔ اس غرض سے تقریباً 200 ارب روپے تجویز کئے گئے ہیں جن میں سے 156 ارب روپے نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے ذریعے خرچ کئے جائیں گے۔ ترقیاتی بجٹ میں جو اہم منصوبے شامل ہیں وہ یہ ہیں۔

- ☆ حویلیاں۔ تھاکوٹ سڑک کیلئے 24 ارب روپے۔
- ☆ برہان۔ ہکلا موٹر وے کے لیے 13 ارب روپے۔
- ☆ پشاور کراچی موٹر وے کے سکھر۔ ملتان سیکشن کے لیے 19 ارب روپے۔

اس کے علاوہ پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت سوات ایکسپریس وے کو چکدرہ سے باغ ڈھیری تک توسیع دی جائے گی، سمبڑیال۔کھاریاں موٹروے تعمیر کی جائے گی اور میانوالی تا مظفر گڑھ روڈ کو دو رویہ کیا جائے گا۔

3- توانائی

اس حوالے سے 80 ارب روپے تجویز کئے جا رہے ہیں۔ داسو ہائیڈرو پاور پروجیکٹ کے لیے 55 ارب روپے رکھے جا رہے ہیں۔

4- انسانی ترقی

آئندہ سال کے بجٹ میں انسانی ترقی کیلئے 58 ارب روپے تجویز کئے جا رہے ہیں۔صحت، تعلیم، ترقیاتی اہداف کا حصول اور موسمی تبدیلی کے حوالے سے انتظامات ان اہم ترین ترجیحات میں شامل ہیں جن کے لیے سال 2019-20ء میں فنڈز خرچ کئے جائیں گے۔اعلیٰ تعلیم کے لیے 43 ارب روپے کے ریکارڈ Funds رکھے گئے ہیں۔

5- زراعت

زراعت صوبائی محکمہ ہے اور اس شعبے میں سرمایہ کاری کے لیے وفاقی حکومت صوبائی حکومتوں کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہے۔وفاقی ترقیاتی پروگرام میں اس مقصد کے لیے 12 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

6-کوئٹہ کا ترقیاتی پیکج:

بلوچستان کی ترقی کے لیے حکومت نے 10.4 ارب روپے سے ''کوئٹہ ڈویلپمنٹ پیکج'' کے دوسرے مرحلے کا آغاز کیا ہے ۔ یہ رقم 30 ارب روپے کے پانی اور سڑکوں کے وفاقی منصوبوں کے علاوہ ہے۔

7-کراچی کا ترقیاتی پیکج:

کراچی کے 9 ترقیاتی منصوبوں کے لیے 45.5 ارب روپے فراہم کیے جا رہے

ہیں۔

روزگار کی فراہمی

جناب سپیکر!

12۔ روزگار پیدا کرنا ہماری اولین ترجیح ہے۔ یہ نوجوانوں کا ملک ہے۔ روزگار تلاش کرنے والے نوجوان مرد عورتوں کی تعداد ہر سال بڑھ رہی ہے۔ ہمیں اُن کی توقعات پر پورا اترنا ہو گا۔ اس سلسلے میں اٹھائے گئے چند اقدامات یہ ہیں:

اپنا گھر

وزیراعظم کے 50لاکھ گھروں کی تعمیر کے پروگرام سے 28 صنعتوں کو فائدہ ہو گا اور بے روزگاروں کے لئے کام نکلے گا۔ اس مقصد کے لیے لاہور، کوئٹہ، پشاور، اسلام آباد اور فیصل آباد میں زمین حاصل کر لی گئی ہے اور سرمایہ کاری کے انتظامات مکمل کئے جا رہے ہیں۔ اب یہ سلسلہ ملک بھر میں پھیلے گا۔ اس سے کم آمدنی والے لوگوں کو چھت میسر آئے گی، معیشت کا پہیہ چلے گا، Related Infrastructure بنے گا اور بیرونی سرمایہ کاری آئے گی۔ پہلے مرحلے میں وزیراعظم نے راولپنڈی اور اسلام آباد میں 25000 اور بلوچستان میں 110,000 ہاؤسنگ Units کا افتتاح کیا ہے جس میں ماہی گیروں کے لیے کم قیمت ہاؤسنگ سہولیات بھی شامل ہیں۔

اپنا کام:

کامیاب جوان پروگرام کے تحت نیا کاروبار کرنے اور موجودہ کاروبار کو مزید پھیلانے کیلئے سستے قرضے دیئے جاتے ہیں۔ اس اسکیم کے تحت 100 ارب روپے کے قرضے دیئے جائیں گے۔

صنعتی شعبے میں روزگار کے مواقع:

صنعتی شعبے میں روزگار کے مواقع بڑھانے کیلئے حکومت صنعتی شعبے کو بہت سی مراعات اور سبسڈی دے رہی ہے۔ ان میں مندرجہ ذیل اقدامات شامل ہیں:

☆ بجلی اور گیس کیلئے 40ارب روپے کی سبسڈی
☆ برآمدی شعبے کیلئے 40ارب کا پیکیج
☆ حکومت long term trade financing کی سہولت برقرار رکھے گی۔

زرعی شعبہ

13۔ اس سال زرعی شعبے میں4.4 فیصد کی ہوئی ہے۔ زرعی شعبے کو اوپر اٹھانے کے لیے صوبائی حکومتوں سے مل کر280 ارب روپے کا پانچ سالہ پروگرام شروع کیا جا رہا ہے۔اس پروگرام کے چند اہم نکات یہ ہیں:

(1) پانی سے زیادہ پیداوار کیلئے پانی کا Infrastructure بنایا جائے گا جس میں پانی کی کفایت کے منصوبے بھی شامل ہوں گے۔ اس کے تحت 218 ارب کے منصوبوں پر کام ہو گا۔

(2) گندم، چاول، گنے اور کپاس کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافے کیلئے 44.8 ارب روپے فراہم کئے جائیں گے۔

(3) مچھلی کے Potential سے استفادہ کرنے کیلئے کیکڑے اور ٹھنڈے پانی کی ٹراؤٹ کی فارمنگ کے منصوبوں کیلئے 9.3 ارب روپے فراہم کئے جائیں گے۔

(4) چھوٹے اور درمیانے درجے کے کسانوں کیلئے گھریلو مرغ بانی اور بھینس کے بچے کو پالنے کی حوصلہ افزائی کیلئے 5.6 ارب روپے فراہم کئے جائیں گے۔

(5) اس کے علاوہ بجٹ 2019-20 میں مندرجہ ذیل تجاویز شامل ہیں:

زرعی ٹیوب ویلوں کیلئے سبسڈی:

زرعی ٹیوب ویلوں پر 6.85 روپے فی یونٹ کے حساب سے رعایتی نرخ دیئے جائیں گے۔ بلوچستان کے کسانوں کے لیے وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے 40:60 کے تناسب سے مشترکہ سکیم شروع کی ہے جس کے تحت کسان سے صرف 10,000 روپے مہینہ بل وصول کیا جاتا ہے اور 75000 روپے تک کا اضافی بل دونوں حکومتیں اٹھا رہی ہیں۔

Crop loan انشورنس:

چھوٹے کسان کیلئے فصل خراب ہونے کی صورت میں نقصان کی تلافی کے لیے انشورنس سکیم مہیا کی جا رہی ہے۔ اس مقصد کے لیے بجٹ 2019-20ء میں 2.5 ارب روپے رکھنے کی تجویز ہے۔

سرکاری اداروں کی اصلاح

14- ہر سال ہمارے حکومتی اداروں میں زبردست گھاٹا پڑتا ہے اور یہ نقصان معیشت کی پیداواری صلاحیت، جدت طرازی اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں رکاوٹ ہے۔آنے والے برسوں میں یہ شعبہ حکومت کے اصلاحی پروگرام کا اہم جزو ہو گا۔اس سلسلے میں Corporatization، پرائیویٹائزیشن اور Restructuring پر مبنی ایک تفصیلی پروگرام پیش کیا جائے گا۔اس سال

LNG سے چلنے والے دو بجلی گھروں اور چند چھوٹے اداروں کی نجکاری کی جائے گی جس سے 2ارب ڈالر حاصل ہوں گے۔ پاکستان سٹیل ملز کو چلانے کیلئے بیرونی سرمایہ کاروں سے رابطے کئے گئے ہیں اور موبائل فون کے لائسنس سے 1ارب ڈالر تک متوقع ہیں۔

توانائی کے شعبے میں اصلاحات:

جناب سپیکر!

15- اس وقت بجلی کا گردشی قرضہ 1.6 کھرب روپے ہے۔ اسی طرح گیس کا گردشی قرضہ 150ارب روپے ہے۔ گردشی قرضہ بلوں کی وصولی نہ ہونے اور ترسیل وتقسیم کے دوران ضائع ہونے والی توانائی کی بنا پر جمع ہوتا ہے۔ گردشی قرضے کی وجہ سے حکومت مہنگا قرض لے کر ان inefficient companies کو چلانے پر مجبور ہوتی ہے۔اس مسئلے کے حل کے لیے موجودہ حکومت نے کئی ایک اقدامات کئے ہیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

1- بجلی اور گیس کے ٹیرف پر نظر ثانی کی گئی تا کہ صارف پر اس کا اثر کم سے کم ہو۔

2- بجلی کے بل ادا نہ کرنے اور بجلی چوری کرنے والوں کے خلاف ایک منظم مہم شروع کی گئی جس کی بدولت پچھلے 6ماہ میں 80 ارب روپے کی وصولیاں کی گئیں۔

3۔ تقریباً 3 ہزار میگا واٹ بجلی کی ترسیل میں حائل رکاوٹیں دور کرنے کے ذریعے 80 فیصد Feeders پر لوڈ شیڈنگ ختم کر دی گئی۔

4۔ مالی مشکلات دور کرنے کے لیے حکومت سبسڈی کے بقایاجات کی ادائیگی کر رہی ہے۔

16- اوپر بیان کئے گئے اقدامات کی بدولت گردشی قرضے میں اضافہ 38 ارب ماہانہ سے کم ہو کر 24 ارب تک آ گیا ہے۔ اگلے چوبیس ماہ میں ایسے مزید اقدامات سے گردشی قرضے کو مکمل طور پر ختم

کرنے کی کوشش کی جائے گی جس کی بدولت توانائی کا نظام یکسر بدل جائے گا۔

خیبر پختونخوا میں ضم ہونے والے اضلاع۔

17۔ وفاقی حکومت ہم خیبر پختونخوامیں نئے شامل ہونے والے قبائلی اضلاع کے جاری اور ترقیاتی اخراجات کیلئے 152ارب روپے فراہم کرے گی۔ اس میں 10 سالہ ترقیاتی منصوبہ بھی شامل ہے جس کیلئے وفاقی حکومت 48 ارب روپے دے گی۔ یہ دس سالہ پیکیج ایک کھرب روپے کا حصہ ہے جو وفاقی اور صوبائی حکومتیں مہیا کریں گی۔

چین پاکستان اقتصادی راہداری:

18۔ چین پاکستان اقتصادی راہداری ہماری مستقل ترجیح ہے۔ CPEC کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے اس میں نئے شعبے شامل کیے گئے ہیں جن میں اقتصادی ترقی، زراعت اور خصوصی اکنامک زونز بنانے کے ذریعے صنعتی ترقی کا حصول شامل ہیں۔ ریلوے کے شعبے کو ترقی دینے کے لیے ML-1 منصوبے کے لیے رقوم مختص کی گئی ہیں۔

Anti Money Laundring

19۔ منی لانڈرنگ ایک لعنت ہے۔ اس سے ملک کی بدنامی ہوتی ہے اور معاشی نقصان بھی ہوتا ہے۔ trade-based money laundring کے خاتمے کے لیے ایک بالکل نیا نظام تجویز کیا جا رہا ہے۔

اداروں کی صلاحیت میں اضافہ

20۔ اسٹیٹ بنک آف پاکستان کو افراطِ زر کو قابو میں رکھنے کے لیے مانیٹری پالیسی بنانے میں وسیع تر خودمختاری دی جارہی ہے۔

21۔ treasury single account بنایا گیا ہے اور حکومت رقوم کمرشل بنک اکاؤنٹ میں رکھنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

سرکاری ملازمین کے لیے ریلیف:

22۔ وفاقی حکومت کے ملازمین اور پنشنرز کے لیے درج ذیل ریلیف اقدامات تجویز کیے گئے ہیں۔

☆ سول حکومت کے گریڈ 1 سے 16 تک کے ملازمین اور افواج پاکستان کے تمام ملازمین کو 2017 کے BPS کے مطابق running basic pay پر 10 فیصد ایڈہاک ریلیف الاؤنس دیا جائے گا۔

☆ گریڈ 17 سے 20 تک کے سول ملازمین کو 5 فیصد ایڈہاک ریلیف الاؤنس دیا جائے گا۔

☆ گریڈ 21 اور22 کے سول ملازمین کی تنخواہوں میں کوئی اضافہ نہیں ہو گا کیونکہ انہوں نے ملکی معاشی صورتحال میں بہتری کی خاطر یہ قربانی دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

☆ وفاقی حکومت کے تمام سول اور فوجی پنشنرز کی net pension میں 10 فیصد اضافہ کیا جائے گا۔

☆ معذور ملازمین کا special conveyance allowance 1000 روپے ماہانہ سے بڑھا کر 2000 روپے ماہانہ کیا جارہا ہے۔

☆ وزراء ، وزرائے مملکت ، پارلیمانی سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری اور جوائنٹ سیکرٹری کے ساتھ کام کرنے والے سپیشل پرائیویٹ سیکرٹری، پرائیویٹ سیکرٹری اور اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری کی سپیشل تنخواہ میں 25 فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے۔

☆ اس کے علاوہ کم از کم اجرت بڑھا کر 17,500 روپے ماہانہ کی جا رہی ہے۔

مالی سال 2019-20ء کے بجٹ تخمینے:

جناب سپیکر!

23۔ اب میں مالی سال 2018-19ء کے لیے بجٹ تخمینے پیش کرنا چاہوں گا۔

(1) مالی سال 2019-20ء کے لیے بجٹ تخمینہ 7,022 ارب روپے ہے جو کہ جاری مالی سال کے نظرثانی شدہ بجٹ 5,385 ارب روپے کے مقابلے میں 30 فیصد زیادہ ہے۔

(2) مالی سال 2019-20ء کے لیے وفاقی آمدنی کا تخمینہ 6,717 ارب روپے ہے جو کہ 2018-19ء کے 5,661 ارب روپے کے مقابلے میں 19 فیصد زیادہ ہے۔

(3) FBR کے ذریعے 5,555 ارب آمدن متوقع ہے جس کے مطابق Tax to GDP Ratio 12.6 فیصد ہے۔

(4) وفاقی Revenue Collection میں سے 3,255 ارب روپے ساتویں N.F.C ایوارڈ کے تحت صوبوں کو جائیں گے جو کہ موجودہ سال کے 2,465 ارب روپے کے مقابلے میں 32 فیصد زیادہ ہیں۔

(5) مالی سال 2019-20ء کے لیے Net Federal reveues کی مد میں 3,462 ارب روپے کا تخمینہ ہے جو کہ جاری مالی سال کے 3,070 ارب روپے کے مقابلے میں 13 فیصد زیادہ ہیں۔

(6) اس طرح وفاقی بجٹ خسارہ 3,560 ارب روپے ہوگا۔

(7) مالی سال 2019-20ء کے لیے صوبائی Surplus کا تخمینہ 423 ارب روپے

ہے۔

(8) مالی سال 2019-20ء کے لیے مجموعی مالی خسارہ 3,137 ارب یا GDP کے 7.1 فیصد ہوگا جوکہ 2018-19 کے مالی سال میں GDP کے 7.2 فیصد پر تھا۔

بجٹ تقریر 2020-2019ء

حصہ دوم

جناب اسپیکر!

اب میں اپنی تقریر کا دوسرا حصہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو ٹیکس تجاویز پر مشتمل ہے۔

اس سال پاکستان نے سابقہ حکومتوں کی طرف سے متعارف کروائی گئی ناقص ٹیکس پالیسیوں کے بدترین اثرات کا سامنا کیا، ان پالیسیوں کو پاکستانی عوام کی تائید حاصل نہ تھی۔ پچھلی حکومت نے اضافی ٹیکس ریلیف فراہم کیا جس سے ٹیکس بیس میں 9 فیصد کمی واقع ہوئی۔ پچھلے پانچ سال کے دوران حکومت نے ٹیکس محصولات میں اضافے کے لیے صرف ٹیکس ریٹ میں اچانک تبدیلیوں کی اپروچ کا سہارا لیا اور زیادہ مستعد، مساویانہ اور مضبوط ٹیکس نظام کے قیام میں Tax Base میں اضافے کی اہمیت کو تسلیم نہیں کیا گیا اور اس کے تباہ کن نتائج بر آمد ہوئے۔

نتیجتاً جناب سپیکر! اس وقت 22 کروڑ کی آبادی میں صرف 19 لاکھ انکم ٹیکس گوشوارے جمع کرواتے ہیں اور ان میں بھی ٹیکس جمع کروانے والوں کی تعداد 13 لاکھ ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی تشویشناک ہے کہ سیلز ٹیکس فائلرز کی تعداد صرف ایک لاکھ 41 ہزار ہے، ان میں سے صرف 43 ہزار اپنے گوشواروں کے ساتھ ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ پاکستان میں جی ڈی پی کے لحاظ سے ٹیکس کی شرح 12 فیصد ہے، جو نہ صرف خطے بلکہ دنیا میں کم ترین شرحوں میں سے ایک ہے جبکہ موجودہ اخراجات کے لحاظ سے ضروری ہے کہ ٹیکس کی شرح جی ڈی پی کا 20 فیصد ہو۔

اسی تناظر میں موجودہ حکومت نے ٹیکس اصلاحات کا ایسا ایجنڈا ترتیب دیا ہے جس کے ذریعے سخت فیصلے کیے جائیں گے، جو نہ صرف macroeconomic stability بلکہ آنے والی نسلوں کی خاطر قومی یکجہتی کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہیں۔

جناب سپیکر!

میں آغاز میں، اس معزز ایوان کو مالی سال 2020-2019ء کے مجوزہ ٹیکس اقدامات کے بنیادی اصولوں کے بارے میں مختصر طور پر بریف کرنا چاہوں گا، یہ اقدامات حکومت کے (درمیانی مدت) medium term پالیسی فریم ورک کا حصہ ہیں۔ اس فریم ورک کی بنیادی توجہ اس بات پر مرکوز ہے کہ (درمیانی مدت) medium term کے دوران جمع ہونے والے محصولات اور حقیقی پوٹینشل میں فرق کو کم کیا جائے۔ مالی سال 2019-2018ء میں حکومت نے tax expenditure کی حد 972.4 بلین (972 ارب 40 کروڑ) روپے کی ٹیکس سہولیات

دیں۔ یہ اخراجات ان بے شمار ٹیکس استثنیات (exemptions) اور رعایتوں کا نتیجہ ہیں جو معیشت کے مختلف شعبوں کو مہیا کی جارہی ہیں۔ جہاں ان استثنیات (exemptions) اور رعایتوں کے نتیجے میں ایک طرف تو ترغیب ملتی ہے، تو دوسری طرف ان کے نتیجے میں distortion بڑھ جاتی ہے اور ٹیکس محصولات کا ایک بڑا حجم ضائع ہو جاتا ہے۔ ان استثنیات (exemptions) اور رعایتوں میں کمی سے نہ صرف محصولات میں اضافہ ہو گا بلکہ ٹیکس نیٹ میں بھی اضافہ ہو گا۔ ٹیکس کے خلاء کو کم کرنے کی کوششیں دو حصوں پر مشتمل ہیں: (1) استثنیات (exemptions) اور رعایتوں میں مرحلہ وار کمی، (2) ویلیو ایڈڈ ٹیکس کی شرح کو مرحلہ وار مساویانہ بنانا اور special procedure پر نظر ثانی کرنا۔ ہماری توجہ موثر اور خوف سے پاک ٹیکس compliance کو یقینی بنانا ہے۔ ٹیکس گزار اور ٹیکس کلکٹر کے مابین انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ذریعے رابطہ کاری کو متعارف کروایا جائے گا تاکہ دونوں میں بالمشافہ رابطے کی جگہوں کو virtual ذرائع اختیار کر کے کم سے کم کیا جائے۔ اس سے ٹیکس گزار اور ٹیکس کے محکمے کے مابین اعتماد کا فقدان کم ہو گا اور ٹیکس compliance کی لاگت بھی کم ہو گی۔ ٹیکس کے نظام میں جمود توڑنے کے لیے فرضی ٹیکسیشن (Taxation) کی بجائے حقیقی آمدن پر ٹیکسیشن اور غیر ضروری ود ہولڈنگ ٹیکسز کے خاتمے جیسے اقدامات تجویز کیے جارہے ہیں، اس کا فطری نتیجہ "کاروبار کرنے میں آسانی کے انڈیکس" میں پاکستان کی رینکنگ بہتر ہونے کی صورت میں انشاء اللہ نکلے گا۔ آنے والے سالوں میں ٹیکس بیس میں اضافے کے لیے معیشت کو دستاویزی شکل دینا سب سے اہم ہو گا جس کے لیے حکومتی اداروں کے پاس موجود ڈیٹا اور جمع کروائے گئے گوشواروں میں موجود ڈیٹا کا تفصیلی تجزیہ کیا جائے گا۔

حکومت نے ایسیٹ ڈکلیریشن آرڈیننس، 2019ء کے نفاذ کے ذریعے اصلاحات کا پیکیج متعارف کروادیا ہے، تاکہ غیر دستاویزی معیشت کو ٹیکس نظام میں شامل کیا جائے اور ٹیکس تعمیل (compliance) کی حوصلہ افزائی سے معاشی بحالی و نمو (economic revival and growth) کے مقاصد پورے ہوں۔

جناب سپیکر!

اب میں اس ایوان کے سامنے ریلیف اور ٹیکس کے اقدامات پیش کرنا چاہتا ہوں جو اس بجٹ میں تجویز کیے گئے ہیں، ان کا آغاز کسٹم ڈیوٹی سے کروں گا۔

جناب اسپیکر!

1 اب میں ٹیکس اقدامات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

کسٹمز (Customs)

2۔ ماضی میں ملکی ٹیکسوں سے ملنے والے کم ریونیو کی وجہ سے کسٹم ٹیرف کو imports سے ریونیو حاصل کرنے کے لیے بے دردی کے ساتھ استعمال کیا گیا تھا۔ فی الوقت پاکستان میں اوسطاً کسٹمز ٹیرف اور imports کے مرحلے کے حوالے سے ریونیو بہت زیادہ ہیں۔ جبکہ imports سے حاصل ہونے والے ریونیو میں تیزی سے اضافہ ہوا، import شدہ خام مال کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوا جس کے نتیجے میں ملکی اور برآمدی دونوں صنعتوں کی مسابقت پر منفی اثرات مرتب ہوئے۔ حکومت کو یہ مکمل یقین ہے کہ exports اور ملکی مینوفیکچرنگ کو فروغ دینے کے لیے کسٹمز ٹیرف کی Rationalization ایک بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لیے 1600 سے زائد ٹیرف لائنز پر ڈیوٹی، خام مال کے ضمن میں، اس بجٹ میں مستثنیٰ کی جارہی ہے۔ اس اقدام سے تقریباً 20 بلین روپے کے ریونیو کا نقصان ہوگا لیکن صنعتی ترقی کے بدلے میں بہت زیادہ فوائد کی توقع ہے۔ حکومت کسٹمز ٹیرف کے اصلاحاتی منصوبے کو حتمی شکل دے رہی ہے جسے مرحلہ وار لاگو کیا جائے گا۔

3۔ ٹیکسٹائل کا شعبہ اہم ہے اور حکومت کی پالیسی ہے کہ اس شعبے کو ٹیکسٹائل مشینری کے پارٹس اور آلات کی پر ڈیوٹی سے exemption دے کر معاونت فراہم کی جائے۔ اسی طرح لچکدار دھاگے اور غیر بنے کپڑے پر ڈیوٹی بھی کم کی جائے گی۔

4۔ ملک کے تعلیمی شعبے میں کاغذ کا استعمال انتہائی اہم ہے کیونکہ اس کی قیمت سے تعلیم کی مجموعی لاگت پر اثر پڑتا ہے۔ کاغذ کی پیداوار کے لیے استعمال ہونے والے بنیادی خام مال جیسے برادہ اور کاغذ کے سکریپ کو کسٹم ڈیوٹی سے exemption دینے کی تجویز ہے اور مختلف اقسام کے کاغذ پر ڈیوٹی 20 فیصد سے 16 فیصد تک کم کی جائے گی۔ اس سے ملک میں کاغذ اور کتابوں کی قیمتوں میں کمی آئے گی اور پرنٹنگ کی صنعت کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ قرآن کی اشاعت کے لیے خصوصی اقدامات کیے جارہے ہیں۔

5۔ غیر روایتی exports میں اضافے کے لیے لکڑی کے فرنیچر اور ریزر کی پیداوار میں استعمال ہونے والے کچھ اشیاء پر ڈیوٹی کم کی جاسکتی ہے، مقامی جنگلات کو بچانے اور فرنیچر کے پیداکنندگان کی حوصلہ افزائی کے لیے لکڑی پر ڈیوٹی 3 فیصد سے کم کر کے 0

فیصد اور لکڑی کے مصنوعی پینلز پر ڈیوٹی 11 فیصد سے کم کر کے 3 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔ ریزر کے exporters کے لیے سٹیل کی پٹیوں پر ڈیوٹی 11 فیصد سے کم کر کے 5 فیصد کرنے کی تجویز دی جا رہی ہے۔

6۔ گھریلو اشیاء کی صنعت، پرنٹنگ پلیٹ کی صنعت، سولر پینلز کے اسمبلرز اور کیمیکل انڈسٹری کے مداخل کی لاگت کو کم کرنے کے لیے ان کے مداخل پر ڈیوٹیز جیسا کہ گھریلو اشیاء کے پارٹس / اجزاء، ایلومینیم کی پلیٹوں، دھاتی سطح والی اشیاء اور ایسیٹک ایسڈ (Ascetic acid) پر ڈیوٹی کم کرنے کی تجویز ہے۔ بڑے پیمانے کی صنعتوں میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی غرض سے تیل صاف کرنے والے ہائیڈرو کریکر پلانٹس کی تنصیب کے لیے استعمال ہونے والے پلانٹ اور مشینری پر ڈیوٹی سے exemption دینے کی تجویز ہے۔

7۔ زرمبادلہ کے ذخائر کو بچانے کے لیے prohibitive regulatory duties کے استعمال سے imports تو کم ہوئیں لیکن ان میں کچھ اشیاء ٹرانزٹ ٹریڈ میں چلی گئیں اور پھر انہیں واپس سمگل کیا گیا۔ تجویز ہے کہ ٹائر، وارنش اور خوراک کی صنعت میں خوراک کی تیاری کے حوالے سے ڈیوٹی کے ڈھانچے کو منطقی بنایا جائے تاکہ ان اشیاء کو سمگلنگ میں منتقل ہونے سے بچایا جائے اور ضائع ہونے والے محصولات کو حاصل کیا جائے۔

8۔ بڑھتی ہوئی cost of living کے باعث عام آدمی کا گزارہ بہت مشکل ہو گیا ہے۔ عام آدمی کے لیے دوائیوں کی قیمتوں میں کمی کی غرض سے، دوائیوں کی پیداوار میں استعمال ہونے والے خام مال کی 19 بنیادی اشیاء کو 3 فیصد import duty سے exemption دینے کی تجویز ہے۔

9۔ exports کی حوصلہ افزائی کے لیے برآمدی سہولیات کی مختلف سکیموں کو سادہ اور خودکار بنایا جا رہا ہے تاکہ انسانی عمل دخل کم سے کم ہو اور تیز رفتار عمل شفاف طریقے سے انجام پائے۔ یہاں یہ تذکرہ کرنا انتہائی اہم ہے کہ رواں مالی سال کے پہلے 11 ماہ کے دوران raw materials کی import پر exports کو سہولیات فراہم کرنے کی مختلف سکیموں کے تحت برآمد کنندگان کو ڈیوٹی کی مد میں 124 ارب روپے کی رعایتیں دی گئیں۔ exporters کے وقت کی بچت کے لیے تجویز ہے کہ ان کی طرف سے فراہم کی جانے والی اشیاء اور پیداوار کی شرحوں کو حتمی تصدیق کی شرط کے ساتھ عارضی طور پر قبول کیا جائے، اور ان کے import آرڈرز کی تکمیل میں تاخیر نہ کی جائے۔

10- منی لانڈرنگ ایک لعنت اور بری شہرت کا باعث ہے نیز اس سے معاشی نقصان ہوتا ہے، تجارتی بنیاد پر منی لانڈرنگ کے خاتمے کے لیے ایک مکمل نیا نظام تجویز کیا جارہا ہے۔ منی لانڈرنگ اور کرنسی کی اسمگلنگ کے خلاف قانونی اقدام کرنے کے لیے ایک نیا علیحدہ ڈائریکٹریٹ آف کراس باڈر کرنسی موومنٹ قائم کرکے **FATF** کے منصوبہ عمل کو پورا کرنے کے لیے پاکستان کے عزم کی عکاسی کی گئی ہے۔ سرحدی علاقوں میں اسمگلنگ کے خلاف اقدام کو مزید مضبوط بنانے کے لیے کراچی، پشاور اور کوئٹہ میں اس کی روک تھام کے لیے علیحدہ سے کلکٹریٹس قائم کیے گئے ہیں۔

11۔ حکومت کو اپنے اخراجات پورا کرنے کے لیے بعض سخت فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ اس حقیقت کا احساس کرتے ہوئے کہ imports کے مرحلے پر ڈیوٹی اور ٹیکس میں کیے جانے والے کسی بھی اضافے کا صارفین پر بوجھ پڑتا ہے، اس لیے ہم نے import مرحلے کے حوالے سے محصولات کے ضمن میں کم از کم اقدامات برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔ یہ تجویز کیا جارہا ہے کہ اضافی کسٹمز ڈیوٹی کی شرح موجودہ شرح سے بالترتیب 2 فیصد سے 4 فیصد اور 16 فیصد اور 20 فیصد کے ٹیرف سلیبز پر 7 فیصد اضافہ کیا جائے جو بنیادی طور پر luxury items سمیت پر تعیش اشیاء پر مشتمل ہیں۔ فی الوقت ایل این جی کو کسٹم ڈیوٹی سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ چونکہ ایل این جی نے فرنس آئل کی جگہ لے لی ہے جس پر 7 فیصد کسٹم ڈیوٹی عائد ہے، اس لیے اب ایل این جی کی import پر 5 فیصد کسٹمز ڈیوٹی عائد کرنے کی تجویز ہے۔

سیلز ٹیکس(Sales Tax)

جناب سپیکر!

حکومت نے غریب طبقے کی بڑی اکثریت کے فائدے کے لیے محصولات اکٹھا کرنے کی غرض سے جنرل سیلز ٹیکس کے ریٹ کو 17 فیصد تک بڑھانے کا آپشن اختیار نہیں کیا۔ ریلیف کے کچھ اقدامات حسب ذیل ہیں:

ریلیف کے اقدامات

اینٹوں کے بھٹوں پر فکسڈ سیلز ٹیکس

اس وقت اینٹوں کے بھٹوں سے 17 فیصد کے ریٹ سے ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ تجویز ہے کہ سیلز ٹیکس کے ریٹ کو 17 فیصد سے کم کر کے capacity اور جگہ کے حساب سے فکس کیا جائے۔ یہ دیہی علاقوں کی صنعت ہے جہاں دستاویزی تقاضے کو پورا کرنا مشکل ہے۔ اس لیے اس اقدام سے کم لاگت پر compliance کو یقینی بنایا جا سکے گا۔

ریستورانوں اور بیکریز کی طرف سے سپلائی کی جانے والی غذائی اشیاء پر سیلز ٹیکس کی کم کردہ شرح

کھانے اور دیگر اشیاء خوردونوش کی تیاری میں استعمال ہونے والی اشیاء جیسے گوشت، سبزیاں، آٹا وغیرہ کو دستاویزی شکل میں لانا مشکل ہے اور اس کاروبار کے لوگوں میں ٹیکس چوری کا رجحان بڑھتا ہے۔ اس لیے ٹیکس اتھارٹیز کی طرف سے کم سے کم اخراجات کے ساتھ compliance کی حوصلہ افزائی کے لیے، تجویز ہے کہ ریستوران اور بیکری میں فراہم کی جانے والی چیزوں پر سیلز ٹیکس کی شرح کو 17 فیصد سے کم کر کے 7.5 فیصد پر لایا جائے، جس میں سے input ٹیکس کو adjust کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔

خشک دودھ (پاؤڈر) پر سیلز ٹیکس کی کم کردہ شرح

اس وقت خشک دودھ کی متعدد اقسام کے لیے سیلز ٹیکس کے ریٹ یکساں نہیں ہیں۔ ایک جیسی مصنوعات پر ٹیکس کی مختلف شرحیں عائد ہیں۔ اس لیے اس فرق کو ختم کرنے کے لیے تجویز ہے کہ دودھ اور کریم، خشک اور بغیر فلیور والے دودھ پر یکساں 10 فیصد ٹیکس عائد کیا جائے۔

PMC اور PVC کی افغانستان export پر پابندی کا خاتمہ

PMC اور PVC کی افغانستان export پر پابندی کے خاتمے کے لیے تجویز ہے کہ افغانستان اور وسطی ایشیائی ریاستوں کو زیرو ریٹ پر یہ اشیاء export کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس اقدام سے متذکرہ بالا اشیاء کی ملک میں مقامی طور پر پیداوار کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ exports میں بھی اضافہ ہو گا۔

Extra Tax کے حوالے سے اصلاحات

اس وقت متعدد اشیاء پر معیاری سیلز ٹیکس کے علاوہ 2 فیصد اضافی ٹیکس بھی عائد ہے، جیسا کہ بجلی اور گیس کے آلات، فوم، کنفیکشنری، اسلحہ اور ایمونیشن، لبریکنٹس، بیٹریاں، آٹو پارٹس، ٹائرز / ٹیوبز وغیرہ۔ ٹیکس کی مکمل پوٹینشل کے ساتھ وصولی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تجویز ہے کہ ان اشیاء (ماسوائے آٹو پارٹس) کو سیلز ٹیکس ایکٹ، 1990ء کے تیسرے شیڈول (ریٹیل پرائس ٹیکسیشن) میں منتقل کر دیا جائے۔ آٹو پورٹس جو کہ درمیانی نوعیت کی حامل ہیں اور صنعتوں میں استعمال ہوتی ہیں، تجویز ہے کہ ان پر عائد اضافی ٹیکس کو واپس لے لیا جائے تاکہ مقامی صنعت کی لاگت پیداوار میں کمی آئے۔

سابقہ قبائلی علاقوں کے لیے exemption

فاٹا اور پاٹا کے انضمام کے بعد supplies کے حوالے سے exemptions میں پانچ سال کی توسیع دی گئی تھی تاکہ معاشی سرگرمیاں بڑھیں۔ تجویز ہے کہ صنعتی خام مال اور پلانٹ و مشینری کی import پر بھی ٹیکس exemption کو ان علاقوں تک وسعت دی جائے۔ مزید برآں، ان علاقوں میں تمام گھریلو اور کاروباری صارفین اور 31 مئی 2018ء سے پہلے قائم ہونے والی صنعتوں کو بجلی کی فراہمی پر سیلز ٹیکس کے لیے exemption دینے کی تجویز ہے۔ اس exemption کا اطلاق ان علاقوں میں واقع سٹیل ملوں اور گھی ملوں پر نہیں ہوگا۔

موبائل فونز کی import پر 3 فیصد ویلیو ایڈیشن ٹیکس کا خاتمہ

اس وقت کاروباری import پر 3 فیصد ویلیو ایڈیشن ٹیکس عائد ہے جس کی وجہ سے ٹیکس کے بوجھ میں غیر ضروری طور پر اضافہ ہو گیا ہے۔ اس لیے تجویز ہے کہ موبائل فونز کی import پر 3 فیصد ویلیو ایڈیشن ٹیکس ختم کر دیا جائے۔ اس سے موبائل فونز کی import پر عائد ٹیکس میں کمی آئے گی۔

3 فیصد ویلیو ایڈیشن ٹیکس میں اصلاحات-پٹرولیم مصنوعات

اس وقت ویلیو ایڈیشن ٹیکس سے استثنٰی OMCs کی طرف سے import کی جانے والی صرف ان اشیاء پر موجود ہے جن کی قیمتیں ریگولیٹ کی جاتی ہیں۔ تجویز ہے کہ OMCs کی طرف سے import کی جانے والی تمام پٹرولیم مصنوعات جیسے فرنس آئل پر بھی exemption دی جائے۔

قانون میں سادگی اور special procedure کا خاتمہ

کئی سالوں سے سیلز ٹیکس قانون میں کئی سطحوں پر مشتمل ٹیکسیشن اور اس کے تحت قانون سازی کی شمولیت سے یہ ایک پیچیدہ شکل اختیار کر چکا ہے۔ اس کے بغور مطالعے کے بعد سپیشل پروسیجر رولز کو ختم کر کے سیلز ٹیکس ایکٹ کا حصہ بنایا جارہا ہے۔ اسی طرح سے چند بے حد ضروری SROs کو چھوڑ کر تمام SROs اور STGOs کا خاتمہ کیا جارہا ہے۔

Revenue Proposals

SRO1125(I)/2011 کے نقائص کا خاتمہ

SRO1125(I)/2011 کے ذریعے پانچ برآمدی شعبوں یعنی ٹیکسٹائل، چمڑے، کارپٹس، کھیلوں کے سامان اور سرجیکل سامان کی پیداوار اور ان کی تیاری میں استعمال ہونے والی اشیاء پر سیلز ٹیکس کو زیرو ریٹڈ کیا گیا تھا۔ اس کا مقصد ریفنڈ کی ادائیگی میں تاخیر کا خاتمہ کرنا تھا۔ تاہم زیرو ریٹنگ کی وجہ سے ملکی پیداوار اور صنعت کا ایک بڑا حصہ ہونے کے باوجود ان اشیاء کی ملکی فروخت میں ٹیکس کی مقدار صرف 6 ارب روپے ہے جو کہ 1200 ارب روپے کی پیداوار کا ایک فیصد بھی نہیں۔ تیار شدہ اشیاء پر کم کردہ شرحوں سے بھی محصولات کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ان نقائص کو دور کرنے اور محصولات کی مد میں ہونے والے نقصان کو روکنے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات تجویز کیے گئے ہیں:

- SRO 1125 کو منسوخ کر دیا جائے، اس طرح 17 فیصد کی معیاری شرح کو بحال کر دیا جائے
- ٹیکسٹائل اور چمڑے کی تیار شدہ اشیاء اور تیار شدہ کپڑے کی مقامی سپلائز پر سیلز ٹیکس کو 17 فیصد تک بڑھا دیا جائے۔ تاہم ایسے پرچون فروش جو ریئل ٹائم میں اکاؤنٹنگ کا انتخاب کریں گے انہیں ریٹ میں رعایت دی جا سکتی ہے جو 15 فیصد تک ہو سکتی ہے۔
- یوٹیلیٹیز کی مد میں زیرو ریٹنگ کا خاتمہ، دوسری طرف ان شعبوں میں سیلز ٹیکس کے ریفنڈ کو خودکار بنایا جائے، تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ inputs پر ادا کیا گیا سیلز ٹیکس فوری طور پر ریفنڈ ہو۔ ریفنڈ پیمنٹ آرڈرز (RPOs) کو فوری طور پر ادائیگی کے لیے سٹیٹ بینک آف پاکستان کو بھیجا جائے گا۔ جہاں اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ برآمدات کی رقم کی وصولی کے ساتھ ہی اس ریفنڈ کو ادا کر دیا جائے۔

- روئی (Ginned cotton) کو اس وقت سیلز ٹیکس سے exemption حاصل ہے، تجویز ہے کہ اس پر 10 فیصد ٹیکس عائد کیا جائے۔

سٹیل کے شعبے کے لیے عمومی قانون کی بحالی

اس وقت سٹیل کے شعبے سے سیلز ٹیکس بجلی کے بلوں پر 13 روپے فی کلوواٹ ہاور کے حساب سے اکٹھا کیا جا رہا ہے۔ billet بنانے کے لیے استعمال ہونے والے سکریپ پر 5600/MT کے حساب سے سیلز ٹیکس وصول کیا جاتا ہے جو adjustable ہے۔ شپ بریکرز کے لیے import کیے جانے والے جہاز سیلز ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہیں۔ تاہم جہاز توڑ کر حاصل کی جانے والی شپ پلیٹس پر 9300/MT کے حساب سے ٹیکس نافذ ہے۔ مزید برآں قبائلی علاقوں میں قائم سٹیل انڈسٹری سیلز ٹیکس سے exempt ہے اور دیگر علاقوں کے سٹیل یونٹس ان کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ ان پیچیدہ قوانین سے چھٹکارا پانے اور اس شعبے سے پوٹینشل ریونیو حاصل کرنے کے لیے، تجویز ہے کہ:

1. سپیشل پروسیجر کا خاتمہ کیا جائے اور ان اشیاء کو نارمل ٹیکس قانون کے تحت لایا جائے۔
2. Billet، ingots، rods، شپ پلیٹس اور دیگر ایسی اشیاء پر سیلز ٹیکس کی صورت میں 17 فیصد فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی (FED) عائد کی جائے۔
3. ان اشیاء پر FED لگانے کی وجہ سے فروخت پر سیلز ٹیکس کا خاتمہ کیا جا رہا ہے۔
4. بجلی کے استعمال کی بنیاد پر پیداوار کے حوالے سے کم سے کم standards کا بھی تعین کیا جا رہا ہے۔

CNG ڈیلرز کو گیس سپلائی کی فکسڈ ویلیو میں اضافہ

اوگرا کی جانب سے CNG قیمتوں کی ڈی ریگولیشن کے بعد سے، CNG کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ تاہم اس تناسب سے ٹیکس کی شرحوں کو rationalize نہیں کیا گیا۔ اس لیے تجویز ہے کہ CNG ڈیلرز کے لیے ویلیو ریجن I کے لیے 64.80 روپے فی کلوگرام سے بڑھا کر 74.04 روپے فی کلوگرام اور ریجن II کے لیے 57.69 روپے فی کلوگرام سے بڑھا کر 69.57 روپے فی کلوگرام کر دیا جائے۔ واضح رہے کہ اس اقدام سے سی این جی کی قیمت میں بہت معمولی اضافہ ہو گا کیونکہ سی این جی کی مارکیٹ قیمت اس رقم سے کہیں زیادہ ہے۔

retailersکے قوانین میں تبدیلی

سیلز ٹیکس کی ادائیگی کے لیے retailers کو مختلف سطحوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سطح 1 کے retailers: 17 فیصد یا ٹرن اوور کا 2 فیصد۔ سطح II بجلی کے ذریعے ٹیکس کا نفاذ۔ تجویز ہے کہ ٹرن اوور ٹیکس کا خاتمہ کر دیا جائے۔ سطح I کے retailers کو FBR کے آن لائن سسٹم سے منسلک کر دیا جائے گا۔ نظام سے منسلک دکانوں سے اشیاء کی خریداری اور انوائسز طلب کرنے پر 5 فیصد تک سیلز ٹیکس کی واپسی کی صورت میں فائدہ دیا جائے گا۔ ایسی دکان جس کا سائز 1000 مربع فٹ یا اس سے زائد ہو گا اسے بھی سطح I کے retailers میں شامل کیا جائے گا۔

چینی پر ٹیکس کی شرح میں اضافہ

اس وقت چینی پر 8 فیصد سیلز ٹیکس عائد ہے۔ اس شعبے میں وسیع معاشی مواقع موجود ہیں لیکن یہاں سے جمع ہونے والا ٹیکس صرف 18 ارب روپے ہے جو کہ اس کے حقیقی پوٹینشل سے بہت کم ہے۔ ٹیکس میں خلاء کو کم کرنے اور اس کے ریٹ کو دیگر اشیاء سے ہم آہنگ کرنے کے لیے، تجویز ہے کہ چینی پر سیلز ٹیکس کو بڑھا کر 17 فیصد کر دیا جائے۔ تاہم ریٹ میں اس اضافے کے اثر سے صارفین کو جزوی طور پر بچانے کے لیے، یہ تجویز ہے کہ چینی کو ان اشیاء میں سے نکال دیا جائے جن کی غیر رجسٹرڈ افراد کو فروخت سے اضافی 3 فیصد ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس اقدام کے نتیجے میں امید ہے چینی کی قیمت میں صرف 3.65 روپے فی کلو گرام اضافہ ہو گا۔

چھٹے شیڈول کے تحت exemptions پر نظر ثانی

چکن، مٹن، بیف اور مچھلی کے گوشت سے semiprocessed اور cooked اشیاء کی کھپت میں کافی اضافہ دیکھا گیا ہے۔ یہ اشیاء عمومی طور پر خوشحال افراد کے استعمال میں آتی ہیں، تجویز ہے کہ ان اشیاء پر 17 فیصد سیلز ٹیکس لاگو کیا جائے۔

کاٹیج انڈسٹری کی exemption

کاٹیج انڈسٹری کی exemption کا بڑے پیمانے پر غلط استعمال ہو رہا ہے، تجویز ہے کہ مندرجہ ذیل کو شامل کرنے کے لیے اس کی دوبارہ سے تشریح کی جائے: یکم جولائی 2019ء سے کاٹیج انڈسٹری سے مراد وہ صنعت ہو گی جو

- رہائشی علاقوں میں قائم ہو
- جہاں زیادہ سے زیادہ مزدور کام کر رہے ہوں، اور
- سالانہ ٹرن اوور 20 لاکھ روپے سے زائد نہ ہو

سونے، چاندی، ہیرے اور زیورات کی سیلز ٹیکس ایکٹ، 1990ء کے آٹھویں شیڈول میں شمولیت

بہترین عالمی پریکٹس کو بنیاد بناتے ہوئے اور ٹیکس نیٹ میں توسیع کے لیے، تجویز ہے کہ سونے، چاندی، ہیرے اور زیورات کی local sale پر قیمتی دھات اور زیورات کی بنوائی پر کم شرح سے سیلز ٹیکس نافذ کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ jewelers سیلز ٹیکس میں شامل ہو سکیں۔

سنگ مرمر کی صنعت کے لیے سپیشل پروسیجر

ٹیکس کی موجود شرح 1.25 روپے فی یونٹ ہے۔ تجویز ہے کہ اس شعبے میں بھی فروخت پر 17 فیصد کی شرح نافذ کی جائے۔

ICT قانون میں شامل ہونے والی دفعات

تجویز ہے کہ ایسی خدمات جو صوبائی قوانین میں قابل ادائیگی ٹیکس ہیں اور وہ ICT قانون میں موجود نہیں، انہیں ان کے مطابق ICT قانون میں شامل کیا جائے۔ ایسی خدمات جن پر پہلے ہی فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی نافذ ہے انہیں ICT قانون میں شامل نہیں کیا جائے گا تاکہ دوہرے ٹیکس سے بچا جا سکے۔

کاروبار کرنے میں آسانی کے لیے اقدامات

سیلز ٹیکس ایکٹ، 1990ء کی دفعہ 58-ڈائریکٹرز وغیرہ کو اداشدہ واجبات کی وصولی کا اختیار

اس اقدام سے ڈائریکٹر یا شیئر ہولڈر کو اختیار دیا جا رہا ہے کہ وہ کمپنی کے لیے اداشدہ ٹیکس کمپنی سے وصول کر سکے۔

سیلز ٹیکس کی رجسٹریشن کو سادہ بنانا-کاروبار کرنے میں آسانی

سیلز ٹیکس رجسٹریشن کے پروسیجر کو سادہ بنایا جا رہا ہے تاکہ ٹیکس کلکٹرز اور ٹیکس گزاروں کے مابین رابطہ کم سے کم ہو اور نادرا کے ای سہولت مرکز کے ذریعے سے سیلز ٹیکس رجسٹریشن ممکن بنائی جاسکے۔

وفاقی حکومت کے قانون سازی کے بوجھ میں کمی

کابینہ ڈویژن کی ہدایات پر اہم اختیارات وفاقی حکومت کے پاس رہیں گے۔ ایسی تجاویز تیار کی گئی ہیں کہ پروسیجر کے معاملات کے حوالے سے، الفاظ " وفاقی حکومت " کو "بورڈ" یا" انچارج وزیر کی منظوری سے بورڈ" سے بدل دیا جائے۔

ڈی رجسٹریشن اور بلیک لسٹنگ

ٹیکس گزاروں کی سہولت کے لیے ڈی رجسٹریشن کے حوالے سے قواعد میں ترمیم کی جارہی ہے۔ اب ڈی رجسٹریشن کے پروسیس کے دوران گوشوارے فائل کرنا لازمی نہیں ہوگا۔ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے تجویز ہے کہ ڈی رجسٹریشن کے order پر اپیل کی اجازت دی جائے۔

فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی (Federal Excise Duty)

محصولات کے اقدامات

جناب سپیکر!

فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کے حوالے سے مندرجہ ذیل اقدامات تجویز کیے گئے ہیں:

Fizzy drinks پر FED میں اضافہ

LNG پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی

LNG کی import پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی 17.18 روپے فی 100 مکعب فٹ کو بڑھا کر مقامی گیس کے برابر 10 روپے فی MMBTU کرنے کی تجویز ہے۔

کاروں پر FED

فنانس ضمنی دوسرے ترمیمی ایکٹ، 2019ء کے ذریعے 1700 سی سی اور اس سے زائد انجن کیپیسٹی کی حامل گاڑیوں پر 10 فیصد کی شرح سے FED متعارف کروائی گئی تھی۔ اب تجویز ہے کہ FED کے سکوپ کو وسیع کیا جائے اور اس تناظر میں مندرجہ ذیل slabs متعارف کروائی جارہی ہیں، 0 سے 1000 سی سی، 2.5 فیصد کی شرح سے، 1001 سی سی سے 2000 سی سی، 5 فیصد کی شرح سے، اور 2001 سی سی اور اس سے زائد پر 7.5 فیصد FED وصول کی جائے گی۔

سگریٹس پر FED میں اضافہ

سگریٹس پر FED متعین ریٹ سے لاگو ہوتی ہے۔ ان شرحوں کو قیمتوں کے لحاظ سے ہر سال بڑھانا پڑتا ہے۔ FED کو مندرجہ ذیل طریقے سے بڑھانے کی تجویز ہے۔ روایتی طور پر سگریٹس کو دو سلیبز میں تقسیم کر کے ٹیکس عائد کیا جاتا ہے لیکن 2017ء میں ایک تیسری سلیب بھی متعارف کروائی گئی تھی تاکہ کم قیمت والی غیر قانونی مارکیٹ کو راغب کیا جاسکے، لیکن اس کے مطلوبہ نتائج export نہیں ہوئے۔ بالائی سلیب پر 4500 روپے فی 1000 سٹکس (sticks) سے بڑھا کر 5200 روپے فی 1000 سٹکس (sticks) تک ٹیکس عائد کیا جارہا ہے۔ زیریں سلیب کے لیے موجود دو سلیبز کو ضم کر کے 1650 روپے فی 1000 سٹکس (sticks) کے لحاظ سے ٹیکس عائد کیا جارہا ہے۔

تجویز ہے کہ 19-2018ء کے تخمینے 114 ارب روپے کے مقابلے میں 147 ارب روپے کا ہدف حاصل کیا جائے۔ اس حوالے سے قوت برداشت، لچک وغیرہ کا پوری طرح خیال رکھا جائے گا۔

مختلف اشیاء پر ٹیکس کے ریٹس میں ہم آہنگی کے لیے اور چینی والے مشروبات کی consumption کم کرنے کے لیے کولڈ ڈرنکس پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی 11.25 فیصد سے بڑھا کر 14 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔

گھی / کوکنگ آئل پر FED میں اضافے کے لیے نارمل طریقہ کار کی بحالی

بناسپتی گھی اور کوکنگ آئل پر صرف فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی لاگو ہے۔ producers کو ویلیو ایڈیشن پر ایک روپیہ فی کلوگرام کے حساب سے اور درآمد شدہ خوردنی آئل سیڈز کی ویلیو ایڈیشن پر 40 روپے فی کلوگرام کے حساب سے ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ ٹیکسز کی collection حقیقی پوٹینشل کے مقابلے میں انتہائی کم ہے: اس امر کے باوجود کہ خوردنی تیل کی 27 فیصد پیداوار مقامی ہے۔ مقامی پیداوار پر صرف آدھا ارب ٹیکس وصول ہوا ہے جیسا کہ imports پر اس ٹیکس کی مقدار 42 ارب روپے ہے۔

تجویز ہے کہ خوردنی تیل / گھی / کوکنگ / آئل پر FED بڑھا کر 17 فیصد کر دی جائے اور ویلیو ایڈیشن ٹیکس کے بدلے میں 1 روپیہ فی کلوگرام ٹیکس کو ختم کر دیا جائے نیز خوردنی بیجوں پر رعایتی ریٹس کو بھی ختم کر دیا جائے۔ ایسا گھی / کوکنگ آئل جو ریٹیل پیکنگ میں کسی برانڈ نام سے فروخت ہوتا ہے تجویز ہے کہ اس پر ریٹیل پرائس کے 17 فیصد کے برابر سیلز ٹیکس عائد کیا جائے۔ یہ بھی تجویز ہے کہ سیلز ٹیکس موڈ میں نارمل FED قانون کو بحال کیا جائے، جس کے تحت انڈسٹری حقیقی ویلیو ایڈیشن پر FED ادا کرتی ہے۔

نان ایریٹڈ (Non- aerated) / فلیورڈ جوسز، سیرپ اور سکواشز پر FED کا اطلاق

صحت کو پہنچنے والے نقصانات کو مدنظر رکھتے ہوئے ریٹیل پرائس کے 5 فیصد کے برابر FED متعارف کروانے کی تجویز ہے۔

سیمنٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں اضافہ

سیمنٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی 1.5 روپے فی کلوگرام کے حساب سے نافذ العمل ہے۔ تجویز ہے کہ سیمنٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی بڑھا کر 2 روپے فی کلوگرام کر دی جائے۔

انکم ٹیکس(Income Tax)

جناب سپیکر!

International best practices سے پتہ چلتا ہے کہ ٹیکسز معاشی لین دین کی ڈاکیومنٹیشن(documentation) کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس بجٹ کا بنیادی نظریہ یہ ہے کہ معیشت کی ڈاکیومنٹیشن کو فروغ دیا جائے اور ان لوگوں سے ٹیکس وصول کیا جائے جو اسے افورڈ کر سکتے ہیں بجائے اس کے کہ ٹیکس ود ہولڈنگ اور مفروضوں پر مبنی قوانین سے جمع کیے جائیں۔ جیسا کہ آپ اس فنانس بل میں تجویز کردہ متعدد ترامیم کی صورت میں دیکھیں گے کہ عائد ٹیکس سے بچنے کے نیم قانونی کلچر کو فروغ دینے کی بجائے اس بات کو یقینی بنایا جارہا ہے کہ وہ تمام لوگ جن پر قانونی طور پر آمدن کے گوشوارے جمع کروانا لازم ہے وہ گوشوارے جمع کروائیں اور قانون کے مطابق قابل ٹیکس آمدن پر ٹیکسز ادا کریں۔ یہ اس ملک کے ٹیکسیشن کے نظریئے میں ایک بڑی اور اہم تبدیلی ہے۔ ہمارا اس بات پر پختہ یقین ہے کہ وہ تمام لوگ جن پر ٹیکسز لاگو ہوتے ہیں انہیں گوشوارے جمع کروانے چاہئیں اور واجب الادا ٹیکسز ادا کرنے چاہئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم ٹیکس فائلرز پر اضافی بوجھ بھی نہیں ڈالنا چاہتے۔ ہم آمدن کے گوشوارے جمع کروانے کے لیے غیر شخصی بنیادوں پر بہت سادہ اور خودکار طریقہ کار متعارف کروا رہے ہیں۔ ان دو ضروری اقدامات سے ہمارے ٹیکس قانون میں بنیادی نقائص دور ہوں گے۔

مزید برآں بدترین بجٹ پریشر کے باوجود کمپنیوں کے لیے کارپوریٹ ریٹ میں اضافہ نہیں کیا جارہا تاکہ کارپوریٹائزیشن کو فروغ دیا جاسکے۔ اس بات کو بھی یقینی بنایا گیا ہے کہ کارپوریٹ سیکٹر کے اندر کاروبار کو چلانے والے بزنس مین کی آمدن پر عائد ٹیکس کے ریٹ کو غیر کارپوریٹ سیکٹر میں کاروبار چلانے والے افراد پر عائد ٹیکس ریٹ سے کم رکھا جائے۔

ریلیف کے اقدامات / کاروبار کرنے کی آسانی

ریفنڈ بانڈز کا اجراء

رکے ہوئے انکم ٹیکس ریفنڈز کے باعث کاروباری افراد کے لیے پیدا ہونے والے کیش کے مسائل کو دور کرنے کے لیے FBR کی FBR ریفنڈ سیٹلمنٹ کمپنی لمیٹڈ کے ذریعے ٹیکس ریفنڈ بانڈز جاری کرنے کی تجویز ہے۔ ایف بی آر FBR ریفنڈ سیٹلمنٹ کمپنی لمیٹڈ کو کو پرومیسری نوٹ جاری کرے گا جس میں ریفنڈ کلیم جمع کروانے والے کی تفصیلات اور اسے واجب الادا ریفنڈ کی رقم کی تفصیلات موجود ہوں گی۔ رواں مالیاتی سال کے دوران اسی طرح کے ماڈل پر سیلز ٹیکس ریفنڈز کے حوالے سے عمل کیا گیا ہے، اس طریقے سے کاروباری برادری کے خدشات کو کامیابی سے دور کیا گیا ہے۔

گوشوارے جمع کروانے کی مقررہ تاریخ کے بعد ATL میں شمولیت

سابقہ حکومت نے قانون میں ایک دفعہ متعارف کروائی ہے جس کے تحت کوئی بھی فرد جس نے مقررہ تاریخ تک ٹیکس گوشوارے جمع نہ کروائے ہوں اس کا نام ٹیکس گزاروں کی فعال فہرست (Active Taxpayers List) میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح کوئی بھی فرد جس نے مقررہ تاریخ کے بعد گوشوارے جمع کروائے ہوں، وہ نان فائلر ہی شمار ہو گا اور اس پر زیادہ ٹیکس ریٹس لاگو ہوں گے، یہ ایک ناانصافی تھی اور اس فرد کے لیے بہت پریشانی کا باعث تھی جو گوشوارے جمع کروانے کے باوجود نان فائلر ہی شمار ہو۔ مقررہ تاریخ کے بعد ٹیکس گوشوارے جمع کروانے کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے، اے ٹی ایل میں نام شامل نہ ہونے کی شرط کو ختم کیا جا رہا ہے۔

جائیداد کی خریداری پر پابندی کا خاتمہ

سابقہ حکومت نے یہ پابندی عائد کی تھی کہ کسی نان فائلر کے نام پر پچاس لاکھ روپے سے زائد کی جائیداد کو رجسٹریا ٹرانسفر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ جائیداد کی خریداری پر اس پابندی کے مطلوبہ نتائج export نہیں ہوئے، اس کے ساتھ ساتھ اسے عدالت میں قانونی طور پر چیلنج بھی کر دیا گیا ہے۔ اس لیے غیر منقولہ جائیداد کی خریداری پر عائد یہ پابندی ختم کرنے کی تجویز ہے۔

نئے گریجوایٹس کو ملازمت فراہم کرنے والے افراد کے لیے ٹیکس کریڈٹ

حکومت کی اس پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ نئے گریجوایٹس کو ملازمت کے مواقع فراہم کیے جائیں، ایسے گریجوایٹس کو ملازمت فراہم کرنے والے افراد کو ایک نیا ٹیکس کریڈٹ دینے کی تجویز ہے۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن سے تصدیق شدہ یونیورسٹیوں اور اداروں سے حال ہی میں گریجوایشن مکمل کرنے والے نوجوانوں کو ملازمت فراہم کرنے والے افراد کو ادا کردہ سالانہ تنخواہ کے حساب سے ٹیکس Rebate دیا جائے گا۔ یہ ٹیکس rebate کاروباری اداروں کی طرف سے اپنے ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی کی مد میں کلیم شدہ اخراجات کے علاوہ ہوگا۔ ایسے افراد جنہوں نے یکم جولائی 2017ء کے بعد گریجوایشن مکمل کی ہوگی انہیں ٹیکس rebate کے مقصد کے لیے نیا گریجوایٹ تصور کیا جائے گا۔

ریونیو کے اقدامات

تنخواہ دار اور غیر تنخواہ دار افراد کے لیے ٹیکس کی شرحوں میں اضافہ

فنانس ایکٹ 2018ء میں تنخواہ دار اور غیر تنخواہ دار دونوں طرح کے افراد کے لیے ٹیکس کی شرحوں میں نمایاں کمی کی گئی تھی۔ اس سے پیشتر قابل ٹیکس آمدن کی کم از کم حد 4 لاکھ روپے تھی۔ فنانس ایکٹ 2018ء کے ذریعے اس کم از کم حد کو تین گنا بڑھا کر 12 لاکھ روپے کر دیا گیا، اس کے نتیجے میں محصولات کی مد میں 80 ارب روپے کا بڑا نقصان ہوا۔ عام طور پر قابل ٹیکس آمدن کی کم سے کم حد اس ملک کی فی کس آمدن کے تناسب سے ہوتی ہے اور اس طرح کے غیر معمولی اضافے کی مثال نہیں ملتی۔ اس لیے تجویز یہ ہے کہ قابل ٹیکس آمدن کی کم سے کم حد پر نظر ثانی کر کے اسے تنخواہ دار طبقے کے لیے 6 لاکھ روپے اور غیر تنخواہ دار طبقے کے لیے 4 لاکھ روپے کر دیا جائے۔

تجویز ہے کہ 6 لاکھ روپے سے زائد آمدن والے تنخواہ دار افراد کے لیے 11 قابل ٹیکس slabs 5 فیصد سے 35 فیصد تک کے پروگریسو ٹیکس ریٹس کے ساتھ متعارف کروائے جائیں۔ 4 لاکھ روپے سے زائد آمدن والے غیر تنخواہ دار افراد کے لیے آمدن کی آٹھ سلیبز 5 فیصد سے 35 فیصد ٹیکس ریٹ کے ساتھ متعارف کروائے جائیں۔

کمپنیوں کے لیے ٹیکس ریٹ کا 29 فیصد پر تعین

فنانس ایکٹ 2014ء سے قبل کمپنیوں کے لیے ٹیکس کی شرح 35 فیصد تھی۔ ٹیکس کی شرحوں میں ٹیکس سال 2014ء سے ٹیکس سال 2018ء تک ہر سال ایک فیصد کمی کر کے اسے 30 فیصد تک لایا گیا۔ کمپنیوں کے لیے ٹیکس ریٹ کو 2018ء میں 30 فیصد سے ٹیکس سال 2023ء میں 25 فیصد تک کم کرنے کی تجویز تھی۔ اس وقت ٹیکس کی شرح 29 فیصد ہے۔ چونکہ ٹیکس ریٹ میں پہلے ہی 35 فیصد سے 29 فیصد تک نمایاں کمی کی جا چکی ہے اور ملک کو معاشی حالات کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے تجویز ہے کہ کمپنیوں کے لیے ٹیکس ریٹ کو اگلے دو سال کے لیے 29 فیصد پر فکسڈ کر دیا جائے۔

گفٹ کی وصولی آمدن تصور ہوگی

غیر ظاہر کردہ ذرائع آمدن سے اکٹھی ہونے والی دولت کو جواز فراہم کرنے کے لیے استعمال ہونے والے طریقوں میں سے ایک عام طریقہ یہ ہے کہ سرمایہ کاری کو کسی گفٹ کی وصولی ظاہر کیا جائے۔ اس حوالے سے ڈیٹا کے تجزیئے سے پتہ چلتا ہے کہ انکم ٹیکس گوشواروں کے مطابق تحائف کی مالیت 256 ارب روپے سے بھی زائد ہے۔ اس Loophole کے خاتمے کے لیے تجویز ہے کہ وصول ہونے والے گفٹ کو دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدن کے زمرے میں شامل کیا جائے۔ تاہم قریبی رشتہ داروں سے وصول ہونے والے تحائف پر اس قانون کا اطلاق نہیں ہو گا۔

Brought forward losses اور depreciation کو سپر ٹیکس کے لیے آمدن کے حساب کے وقت شمار نہیں کیا جائے گا

سپر ٹیکس فنانس ایکٹ، 2015ء کے ذریعے متعارف کروایا گیا تھا۔ یہ تمام بینکنگ کمپنیوں اور ایسے دیگر افراد پر لاگو ہوتا ہے جن کی آمدن 50 کروڑ روپے سے زائد ہو۔ سپر ٹیکس کے لیے واجب الادا رقم کے حساب کے وقت depreciation اور سابقہ کاروباری

نقصانات کو شامل نہیں کیا جاتا۔ تاہم بینکنگ کمپنیوں کی صورت میں انہیں شامل کیا جاتا ہے۔ ٹیکس کے حوالے سے ایک جیسے برتاؤ کو یقینی بنانے کے لیے، تجویز ہے کہ بینکوں کے لیے بھی قانون کو دوسرے اداروں کے مطابق کیا جائے۔

ٹیکس کریڈٹ میں کمی اور ٹیکس سال 2019ء کے بعد اس کا خاتمہ

اس وقت ایسے تمام صنعتی ادارے جو توسیع، وسعت، بیلنسنگ، ماڈرنائزنگ اور تبدیلی کے لیے مشینری خریدنے پر سرمایہ کاری کرتے ہیں انہیں مشینری کی قیمت خرید کے 10 فیصد کے برابر ٹیکس کریڈٹ کی اجازت ہوتی ہے۔ ٹیکس کریڈٹ کی اس سہولت کو فنانس ایکٹ، 2010ء کے ذریعے متعارف کروایا گیا تھا اور یہ 30 جون 2015ء تک دستیاب تھی۔ اگرچہ یہ سہولت پہلے ہی اپنی افادیت کھو چکی تھی پھر بھی سابقہ حکومت نے اس میں 2021ء تک توسیع کر دی تھی۔ ڈیٹا کے تجزیئے سے پتہ چلتا ہے کہ اس ٹیکس کریڈٹ کا دعویٰ کئی ایسی کمپنیوں کی طرف سے بھی آیا ہے جو ان مراعات کے بغیر بھی مشینری پر یہ سرمایہ کاری کرتیں۔ تجویز ہے کہ ٹیکس سال 2019ء کے لیے ٹیکس کریڈٹ کو مشینری کی قیمت خرید کے 10 فیصد سے کم کر کے 5 فیصد کر دیا جائے۔ اور اس کے بعد اس کریڈٹ کو ختم کر دیا جائے، تاہم اس کریڈٹ کی brought forward ایڈجسٹمنٹ جاری رہے گی اور صنعتوں کو initial depreciation کی سہولت بھی میسر رہے گی۔

مقامی رائلٹی پر ٹیکس کی واپسی

کسی بھی non resident شخص کو رائلٹی کی رقم کی ادائیگی پر ود ہولڈنگ ٹیکس کی کٹوتی کی جاتی ہے۔ تاہم، کسی resident شخص کو رائلٹی کی رقم ادا کرنے کی صورت میں ایسا ود ہولڈنگ ٹیکس نہیں کاٹا جاتا۔ اب مقامی اداروں کی نمو و ترقی میں اضافہ ہو گیا ہے جو رائلٹی سے آمدن حاصل کر رہے ہیں لیکن ایسے افراد کی حقیقی آمدن کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس کے لیے یہ تجویز ہے کہ رائلٹی کی مجموعی رقم پر 15 فیصد کی شرح سے resident افراد سے ود ہولڈنگ ٹیکس کی کٹوتی کی جائے۔

رئیل اسٹیٹ سیکٹر کے لیے ٹیکس کے نظام کی درستگی

• فی الحال غیر منقولہ جائیداد پر کیپٹل گین کو جائیداد رکھنے کی مدت کی بنیاد پر علیحدہ طور پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ یہ تجویز دی جاتی ہے کہ کیپٹل گین سے ہونے والی آمدن پر عمومی ٹیکس کی شرح کے مطابق عام ٹیکس کے نظام کے تحت ٹیکس لگایا جائے۔ اس کے ساتھ یہ بھی تجویز کیا جارہا ہے کہ :

1. کیپیٹل گین کے لیے خالی پلاٹ کی صورت میں دس سال کے اندر فروخت اور تعمیر شدہ مکان کی صورت میں پانچ سال کے اندر فروخت کی مدت مقرر کی جائے۔

2. پہلے سال میں فروخت کی صورت میں عام آمدن کے مطابق ٹیکس لاگو ہوگا۔

3. سال کے بعد فروخت کی صورت میں تین چوتھائی آمدن پر ٹیکس لیا جائے گا۔

• اس وقت اگر غیر منقولہ جائیداد کا ایک خریدار جائیداد کی ڈی سی مالیت اور ایف بی آر مالیت کے مابین فرق پر 3 فیصد ٹیکس ادا کرتا ہے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ رقم کے مذکورہ فرق پر سرمایہ کاری کے ذریعے کی وضاحت کرے۔ یہ غیر ظاہر کردہ رقم کو وائٹ کرنے کا ایک مستقل طریقہ ہے جو بین الاقوامی ٹیکس کے اصولوں کے خلاف ہے۔ اس لیے یہ تجویز پیش ہے کہ ایسی رقم پر 3 فیصد کی شرح پر ٹیکس واپس لے لیا جائے۔

• ایف بی آر نے بڑے شہروں میں غیر منقولہ جائیداد کے valuation table متعارف کرائے ہیں۔ بورڈ کی طرف سے مشتہر کردہ شرح اب بھی اصل مارکیٹ قیمت سے کافی کم ہے۔ اس لیے یہ سمجھا جاتا ہے کہ غیر منقولہ جائیداد کے لیے ایف بی آر کی شرح اصل مارکیٹ قیمت کے قریب ہو یا تقریباً 80 فیصد لے جائے۔ جیسا کہ غیر منقولہ جائیداد کی ایف بی آر مالیت میں ہونے والے اضافہ سے حقیقی خریدار اور فروخت کنندہ پر ٹیکس لگانے کی شرح میں اضافہ ہوگا۔ یہ تجویز ہے کہ غیر منقولہ جائیداد کی خریداری پر ودہولڈنگ ٹیکس کی شرح 2 فیصد سے 1 فیصد تک کم کر دی جائے۔

• اس وقت، جائیداد کی خریدار پر ودہولڈنگ ٹیکس صرف اس صورت میں لگاجاتا ہے جب جائیداد کی مالیت چار ملین روپے سے زائد ہو۔ اس ٹیکس سے بچنے کے لیے رقم کو توڑ کر چار ملین روپے سے بھی کم کیا جاتا ہے جبکہ جائیداد کی اصل قیمت 4 ملین روپے سے زائد

ہوتی ہے۔ اس حد کے غلط استعمال کی روک تھام کے لیے جائیداد کی قیمت کا لحاظ رکھے بغیر خریداری پر ود ہولڈنگ ٹیکس لینے کی تجویز دی جارہی ہے۔

ٹیکس، تشخیص اور فعال ٹیکس گزاروں فہرست میں شامل نہ ہونے والوں کے گوشوارے فائل کرنا

نان فائلرز کے لیے کاروبار کرنے کی زیادہ لاگت کا تصور سب سے پہلے فنانس ایکٹ، 2014 میں متعارف کرایا گیا تھا اور نان فائلرز کے لیے الگ اور زیادہ شرحوں کو مقرر کیا گیا تھا۔ تاہم، اس سے یہ غلط فہمی پیدا ہوگئی تھی کہ اب نان فائلر اپنی آمدن کے ٹیکس گوشوارے جمع نہ کرانے کا انتخاب کرسکتا ہے اور اس طرح زیادہ ٹیکس جمع کرانے سے دستبردار ہوسکتا ہے۔ اگرچہ اس اقدام کا مقصد فائلرز کی تعداد کو بڑھانا تھا لیکن وقت کے ساتھ اس اقدام سے اضافی ریونیو بڑھانے پر توجہ منتقل ہوگئی۔ اس کے علاوہ، ایسے افراد جنھیں اپنے گوشوارے جمع کرانے کی ضرورت نہیں تھی یا جنھوں نے ابھی اپنا کاروبار شروع کیا تھا، انھیں بھی زیادہ ٹیکس جمع کرانے سے بچنے کے لیے گوشوارے جمع کرانے کی ضرورت تھی.

اس غلط فہمی کو ختم کرنے کے لیے نان فائلرز زیادہ ٹیکس ادا کرنے اور مخصوص بے قاعدگیوں کو دور کرنے کے ذریعے کسی بھی مصیبت سے بچ سکتے ہیں۔ اس طرح انھیں "نان فائلر" قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے بجائے، ایک نئی اسکیم جو ایسے افراد پر توجہ مرکوز کرتی ہے جن کے نام فعال ٹیکس گزاروں کی فہرست [ATL] میں شامل نہیں، متعارف کرانے کی تجویز دی جاتی ہے. یہ اسکیم اس وقت زیادہ ٹیکس دینے والے نان فائلر کے حوالے سے ایک اہم تبدیلی کی داعی ہے جس میں فعال ٹیکس گزاروں کی فہرست [ATL] میں شامل نہ ہونے پر نہ صرف سزا دی جاتی ہے بلکہ ایسے افراد سے گوشوارے جمع کرانے کے لیے ایک مؤثر طریقہ کار بھی متعارف کرایا جاتا ہے۔ اس ضمن میں "دسویں شیڈول" کے عنوان سے ایک نیا شیڈول قانون میں متعارف کرانے کی تجویز ہے جس میں ان لینڈ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کا وضع کردہ طریقہ اختیار کرنے کی پیشکش کی جائے گی تاکہ ایسے افراد گوشوارے جمع کرائیں جو آمدن تو کماتے ہیں لیکن اپنی آمدن کے گوشوارے جمع نہیں کراتے۔

مخصوص افراد کے لیے حتمی ٹیکس سے کم از کم ٹیکس نظام میں منتقلی

موجودہ نظام کے تحت transactions میں شامل لوگوں کو اپنے اصل منافع پر ٹیکس ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بجائے ترسیلات زر پر جمع کردہ یا منہا کردہ ٹیکس کو ان کی ٹیکس کی حتمی ذمہ داری سمجھا جائے گا۔ چونکہ منہا کردہ ٹیکس ہی حتمی ٹیکس ہوتا ہے، اس لیے ایسے افراد آڈٹ کی جانچ پڑتال سے محفوظ رہتے ہیں۔ فی الوقت حتمی ٹیکس کا نظام کمرشل درآمد کنندگان، برآمد کنندگان، اشیاء کے کمرشل سپلائرز، ٹھیکیدار، انعامات سے آمدن کمانے والے افراد، پیٹرولیم مصنوعات کے فروخت کنندگان، بروکریج یا کمیشن سے آمدن حاصل کرنے والے لوگ اور ای این جی اسٹیشنز سے کمائی کرنے والے افراد کے لیے دستیاب ہے۔ ایسے افراد کو ٹیکس کے باقاعدہ نظام میں لانے کے لیے ان transactions سے جمع کردہ یا منہا کردہ ٹیکس کو exporters، انعامات جیتنے والوں اور پیٹرولیم مصنوعات کے فروخت کنندگان کے علاوہ کم از کم ٹیکس سمجھا جائے گا۔ یہ اقدام حتمی ٹیکس نظام کو مرحلہ وار نافذ کرنے کی جانب ایک اہم پیش رفت ہے۔

dividend سے آمدن حاصل کرنے والے افراد کے لیے ٹیکس کی شرح

dividend سے آمدن پر ٹیکس کو الگ سے شمار کیا جاتا ہے اور یہ عمومی ٹیکس نظام کے تحت آمدن کا حصہ نہیں ہوتا ہے۔ منافع سے آمدن کے لیے عمومی شرح 15 فیصد ہے جسے بہت کم خیال کیا جاتا ہے کیونکہ منافع پر آمدن حاصل کرنے کے لیے اخراجات نہیں کیے جاتے ہیں۔ فی الوقت منافع پر آمدن پر بہت کم شرح سے ٹیکس لگایا جاتا ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ کمپنیاں پہلے ہی مکمل شرح سے ٹیکس ادا کرتی ہیں۔ تاہم ایسی کمپنیاں جو مستثنیٰ ہیں یا دستیاب ٹیکس کریڈٹ اور الاؤنس کی وجہ سے کوئی ٹیکس ادا نہیں کرتیں۔

ان کے لیے یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ ایسی کمپنیوں سے حاصل کردہ منافع سے آمدن پر عمومی ٹیکس کے برعکس 25 فیصد ٹیکس لگایا جا سکتا ہے۔

عمارات پر initial depreciation کی واپسی

عمارات کی عمومی زندگی کا دورانیہ تیس سال سے زیادہ ہوتا ہے۔ تاہم ہر سال 10 فیصد کی شرح سے عمارات کی فرسودگی کی اجازت دی جاتی ہے اور پہلے سال initial depreciation کی 15 فیصد کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ اس طرح عمارت کی کل لاگت کا 25 فیصد فرسودگی کے طور پر پہلے سال کلیم / دعویٰ کیا جاتا ہے جو عمارات کی اصل اور عمومی زندگی کے مکمل طور پر برعکس ہوتا ہے۔ اس لیے یہ تجویز دی جاتی ہے کہ عمارات پر initial depreciation کے الاؤنس کو ختم کر دیا جائے۔

قرض پر منافع کی آمدن پر ٹیکس

فی الحال قرض پر منافع کی آمدن پر علیحدہ سے پانچ ملین، پانچ سے پچیس ملین اور پچیس ملین سے زائد قرض پر منافع پر بالترتیب 10 فیصد، 12.5 فیصد اور 15 فیصد کی شرح پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ متعلقہ منافع پر 15 فیصد، 17.5 فیصد اور 20 فیصد کی شرح سے نظر ثانی کرنے کی تجویز ہے۔

قرض پر منافع کی کٹوتی کی شرح پر بھی نظر ثانی کر کے 10 فیصد سے 15 فیصد اضافہ کرنے کی تجویز ہے۔ مزید برآں مذکورہ بالا الگ شرحوں کا 36 ملین روپے تک قرض پر منافع پر اطلاق ہو گا اور 36 ملین روپے سے زائد قرض پر منافع کی رقوم کو کل آمدن کا حصہ ہوں گی اور عمومی شرح پر ٹیکس لگے گا۔

ڈیلر کے ذریعے منافع منتقل کرنے سے اجتناب کرنے کے اقدامات

یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ مینوفیکچرز اپنے ساتھیوں کو کمیشن ایجنٹس / ڈیلرز مقرر کرتے ہیں جنھیں وہ اپنے اصل ٹیکس ادا کرنے کی ذمہ داری سے اجتناب کرنے کے لیے زائد کمیشن کی شکل میں اپنے منافع کی رقم منتقل کرتے ہیں۔ اس لیے تجویز ہے کہ سپلائیز کی کل رقم کے 0.2 فیصد سے زائد ادا کردہ کمیشن کی رقم کی اجازت نہیں ہو گی جب تک یہ ڈیلر سیلز ٹیکس ایکٹ 1990 کے تحت رجسٹرڈ نہ ہو۔

10 ملین سے 5 ملین روپے کی غیر ملکی ترسیل کے ذریعے سرمایہ کاری کے ذریعہ کی وضاحت نہ کرنے کی حد میں کمی

فنانس ایکٹ، 2018 کے ذریعے 10 ملین روپے کی حد عائد کی گئی تھی تاکہ foreign transactions کی صورت 10 ملین روپے کے sources پوچھنے کی اجازت نہیں تھی۔ چونکہ عام مزدوروں کی remittances کا حجم بہت کم ہوتا ہے، اس لیے یہ تجویز ہے کہ foreign remittances کے ذریعے سرمایہ کاری کے ذریعہ کی وضاحت کرنے کے لیے حد 10 کروڑ سے 5 کروڑ روپے کی جائے۔

بینکنگ اور انشورنس کمپنیوں کی اصلاحات

بینکنگ اور انشورنس کے نظام میں تبدیلیاں لائی جارہی ہیں، جس کی وجہ سے حکومت کو ان سیکٹرز کی حقیقی آمدن پر ٹیکس لگانے میں مدد ملے گی۔

Corrective measures

بینکنگ دستاویز کے ذریعے جائیداد کی خریداری

جائیداد کی خریداری یا فروخت کے لین دین کی اصل قیمت جاننے کے لیے یہ تجویز دی جاتی ہے کہ غیر منقولہ جائیداد کی صورت میں 5 ملین روپے سے زائد اور منقولہ جائیدا کی صورت میں ایک ملین یا اس سے زائد کی جائیداد کے لیے ضروری ہوگا کہ اسے بینک چیک کے ذریعے سے خریدا جائے۔ اور اس شرط کے خلاف ورزی کی صورت میں ایسے اثاثوں پر depreciation بھی دستیاب نہیں ہوگی اور capital gain کے لیے اس کی قیمت خرید کو صفر تصور کیا جائے گا۔

گوشوارے جمع نہ کرانے پر قانونی کارروائی

قانونی کارروائی کے عمل کو آسان بنانے کی تجویز ہے۔ یہ بھی تجویز دی جاتی ہے کہ قانونی کارروائی کے لیے سپیشل جج کی عدالت میں مقدمہ کیا جائے اور مذکورہ شخص کی گرفتاری بھی ممکن ہوسکے گی۔

مخصوص شعبہ جات کے لیے سادہ اور آسان ٹیکس گوشوارے

ٹیکس بیس کو وسیع کرنے کے لیے معیشت کے مخصوص شعبہ جات کی جانب سے گوشوارے جمع کرانے اور قابل ادا ٹیکس کے تعین کے حوالے سے قواعد وضوابط کو آسان اور سادہ بنانے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیے ایک نئے شعبہ کے قیام کے تجویز ہے جو ٹیکس کے دائرہ کار اور ادائیگی، ریکارڈ کیپنگ کے لیے مخصوص قواعد وضوابط کی صراحت کرنے، چھوٹے کاروبار، تعمیراتی کاروبار، میڈیکل پریکٹیشنرز، ہسپتال، تعلیمی ادارے اور وفاقی حکومت کی جانب سے بتائے گئے کسی بھی شعبہ کے حوالے سے گوشوارے جمع کرانے اور تشخیص کے لیے طریقہ کار وضع کیا جاسکے گا۔

100 فیصد ٹیکس کریڈٹ کا دعویٰ کرنے کے لیے ٹرسٹ اور ویلفیئر اداروں کی منظوری

مخصوص شرائط کی تکمیل کے بعد غیر منافع بخش تنظیموں، ٹرسٹ اور ویلفیئر اداروں کو سو فیصد ٹیکس کریڈٹ دینے کی اجازت ہے۔ قانون کے تحت کمشنر کے ذریعے منظور شدہ غیر منافع بخش تنظیموں (NPOs) کو 100 فیصد ٹیکس کریڈٹ دینے کی اجازت ہے۔ جب NPOs کی منظوری کی شرط موجود ہو تو ٹرسٹ اور ویلفیئر اداروں کے لیے ایسی شرط کا اطلاق نہیں ہوتا۔ یہ تجویز دی جاتی ہے کہ ٹرسٹ اور ویلفیئر اداروں کو چاہیے کہ وہ 100 فیصد ٹیکس کریڈٹ کی سہولت حاصل کرنے کے لیے NPO Status کی منظوری حاصل کریں۔

خود مختار چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے موازنہ کے ڈیٹا کا حصول

Transfer pricing کا ایک عمومی طریقہ ہے جس میں sister کمپنیوں کے ذریعہ سے منافع کم ظاہر کیا جاتا ہے۔ ایسی صورت حال میں لین دین میں اصل مارکیٹ کی قیمت کو یقینی بنانے کے لیے ڈیٹا کا جامع موازنہ کرنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ اس قسم کا ڈیٹا آسانی سے دستیاب نہیں ہوتا، اس لیے تجویز یہ ہے کہ کمشنر کو ایک خود مختار چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ فرم سے ایسا ڈیٹا حاصل کرنے کے لیے اختیار دینا چاہیے۔

AOP کے رکن سے AOP کے ٹیکس کی وصولی

موجودہ قانون کے تحت افراد کی ایسوسی ایشن کے ایک رکن کی جانب سے قابل ادا ٹیکس ایسوسی ایشن سے وصول کیا جاسکتا ہے۔ اس کے برعکس، افراد کی ایسوسی ایشن کی طرف سے قابل ادا ٹیکس اس کے رکن سے وصول نہیں کیا جاسکتا۔ ٹیکس کی وصولی کو یقینی بنانے کے لیے یہ تجویز ہے کہ جہاں افراد کی ایسوسی ایشن کی جانب سے قابل ادا ٹیکس کسی بھی فرد سے وصول کیا جاسکتا ہے جو ایسوسی ایشن کا رکن ہو۔

آڈٹ اور تشخیص کی علیحدگی

یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ آڈٹ کی تکمیل اور آڈٹ رپورٹ کے اجراء کے عمل کو آڈٹ کی بنیاد پر آمدن کی تشخیص سے علیحدہ کیا جاسکتا ہے۔ قانون کے تحت آڈٹ اور تشخیص کی شرائط کو الگ کرنے کے ذریعے یہ تجویز دی جاتی ہے کہ آڈٹ اور تشخیص کے فرائض کا رالگ اور خود مختار افسران کے ذریعے انجام دیئے جائیں گے تاکہ ٹیکس گزاروں سے غیر جانبدار رویہ کو یقینی بنایا جائے۔

کاروبار میں شریک افراد کے لیے کاروباری لائسنس

فی الوقت صرف ٹیکس گزاروں کو چاہیے کہ وہ ٹیکس کے مقاصد کے تحت بورڈ سے رجسٹرڈ ہوں۔ کاروبار سے آمدن حاصل کرنے والے افراد جو ٹیکس کے زمرے میں نہیں آتے، انھیں رجسٹرڈ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایک قابل اعتماد ڈیٹا بیس تشکیل دینے کے لیے یہ تجویز دی جاتی ہے کہ کاروبار سے آمدن کمانے والے ہر ایک شخص حتیٰ کہ ٹیکس سے زمرے سے کم ہو، اسے چاہیے کہ وہ نادرا سہولت مراکز کے ذریعے بورڈ سے کاروباری لائسنس حاصل کریں۔ واضح رہے کہ اس اقدام کا مقصد کم آمدن والے کاروبار سے گوشوارہ اور ٹیکس لینا نہیں بلکہ قومی معیشت کی documentation کرنا ہے۔

اختتامی کلمات

حکومت ملک کو مالیاتی مشکلات سے نکالنے کی پوری کوشش کر رہی ہے جبکہ یہ مشکل کسی اور کی لائی ہوئی ہے۔ ایک آسان راستہ تو یہ بھی تھا کہ ہر مقامی اور بین الاقوامی ذریعے سے بہت سا قرضہ پکڑ لیا جاتا۔ مگر حکومت جلد بازی کے حل نہیں چاہتی۔ بلکہ ہم نے ملک کی خاطر مشکل راہ کا انتخاب کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہم نے مالی انتظام کے ہر شعبے جیسے Macro Policy Reform سے لے کر